اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

جلد نمبر.................52
شمارہ نمبر 07
رجب ۱۴۳۸ھ
اپریل 2017

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: دارالعلوم حقانیہ اور موتمر المصنفین کی نئی کاوشیں .... حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۶
- صبر کا مقام و مرتبہ .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۷
- علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات .... مولانا نور محمد ثاقب ۲۲
- یورپ بیداری سے پہلے .... مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ۲۵
- ولی اللّٰہی نہج پر ایک نئی تفسیری کاوش! .... مفتی رفیق احمد بالاکوٹی ۳۰
- حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی اپنے استاذ سے عقیدت .... ابوعکاشہ مفتی ثناء اللہ ڈیروی ۳۶
- دینی تحریکات میں ربط و تعلق کی ضرورت واہمیت .... جناب ڈاکٹر قیصر علی ۳۸
- دارالعلوم حقانیہ کی روداد تقریب ختم بخاری شریف .... مولوی حزب اللہ جان حقانی ۴۶
- کلبھوشن یادیو :اور فکری غداروں کا ٹولہ .... رضوان اللہ خان ۵۳
- دارالعلوم کے شب وروز .... مولانا حامد الحق حقانی ۵۶
- تعارف وتبصرہ کتب .... ادارہ ۶۰

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات وآراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

دارالعلوم حقانیہ اور موتمر المصنفین کی نئی کاوشیں

الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ کا شعبہ تصنیف وتالیف موتمر المصنفین دن دگنی رات چوگنی ترقی کی منازل طے کررہا ہے،اور ہرسال کئی علمی ،تحقیقی اوراصلاحی مطبوعات منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔امسال بھی تین اہم کتب شائع ہوئیں جس میں ''فتاویٰ حقانیہ'' اور''دعوات حق'' پہلے شائع ہوچکی تھیں مگراس بار جدید تخریج،حواشی اور نئے اضافوں کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ پہلی بار شائع ہوئے جبکہ ''دارالعلوم حقانیہ اور ردِقادیانیت'' انتہائی اہم موضوع پر ایک وقیع کتاب ہے۔مذکورہ تینوں کتابوں کی اہمیت کے پیش نظر حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے تاثرات کو ادارتی صفحات میں پیش کیا جارہا ہے۔(راشدالحق سمیع)

---

(۱) فتاویٰ حقانیہ (۶ جلدیں)

بحمدللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کے علمی وقعت اور قبولیت خداوندی کی بناء پر اس کے دارالافتاء سے لکھے ہوئے فتاویٰ کو بھی علمی عدالتی اور عوامی حلقوں میں سند اعتماد وقبول حاصل ہے، جس کے نتیجے میں دارالعلوم کے مرتب اور شائع کردہ فتاویٰ حقانیہ کو بے پناہ قبولیت حاصل ہوئی۔اس کے دو درجن کے لگ بھگ ایڈیشن نکل چکے ہیں ،افغانستان اور قبائلی علاقوں کے لئے اس مجموعے کا ترجمہ پشتو اور ایران سمیت سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں کیلئے اس کا فارسی ترجمہ بھی قبولیت عام حاصل کرچکا ہے۔

دارالعلوم سے شائع کردہ چھ جلدوں میں اس کا مجموعہ اس وقت خوشنویسوں کے ہاتھوں کا لکھا ہوا تھا کیونکہ کمپیوٹر سے کمپوزنگ کا رواج عام نہیں تھا، اب تک اُسی کتابت پر مبنی ایڈیشن نکلتے رہے،مگر اس وقت کمپوزنگ کی اہمیت مسلمہ ہے، ڈیجیٹل لائبریریوں میں اس کے استعمال اورحفاظت کی بہت سی ضرورتیں تقاضا کررہی تھیں کہ اسے کمپیوٹر سے کمپوز کرکے شائع کیا جائے جسے بحمدللہ پیش نظر ایڈیشن کی صورت میں پورا کیا جارہا ہے،احکام ومسائل کے حوالے کسی حد تک ہر فتوی میں دیئے گئے تھے،مگر اب ہر مسئلہ کے لئے دو سے زیادہ حوالہ بڑھا دیئے گئے ہیں، جہاں ضروری تھا وہاں عربی عبارات کا اردو ترجمہ بھی

کردیا گیا ہے، تخریج کا یہ مشکل کام دارالعلوم حقانیہ کے ایک ہونہار فرزند مولانا مفتی محمد اسامہ حقانی نے کیا جنھوں نے دارالعلوم کے شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء سے فراغت حاصل کی اوراب اسی شعبہ کے مشرف اساتذہ کے معاون اور نائب ہیں۔ طباعتی جاں گسل مراحل کی ذمہ داریاں برخوردارم مولانا عرفان الحق اظہار حقانی، استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ انجام دیئے۔ فتاویٰ کے اس مجموعہ (چھ مجلدات) میں ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۲ھ تک کے فتاویٰ شامل تھے، اسکے بعد چودہ پندرہ سال میں ایک بڑی تعداد کا اضافہ ہوگیا ہے،جنکی ترتیب وتدوین کا کام جاری ہے اور بہت جلد تکملہ فتاویٰ حقانیہ کی شکل میں مزید جلدیں بھی شائع ہونگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو تاقیامت افادہ واستفادہ اور رہنمائی خلق خدا کا ذریعہ بنادے اوراسکے مفتیان کرام اور مرتبین کی محنتوں کوانکے حق میں صدقہ جاریہ بنادے اور ترتیب و تدوین ،تخریج وتنقیح ،انتخاب وتحقیق میں حصہ لینے والے تمام حضرات کو دارین میں اسکا صلہ عطا فرماوے۔ یہ سارا کام محض توفیق خداوندی اورفضل ایزدی کا نتیجہ ہے،ایک بارپھر قارئین سے گزارش ہے کہ مہماامکن عبارات کی اصلاح اورغلطیوں کے تدارک کی سعی کی گئی ہے مگر اسکے بعد بھی کہیں جواب میں یا عبارت میں غلطی نظر آئے تو اسکی نشاندہی کی جائے تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کے برگزیدہ اساتذہ،مشائخ ومفتیان کرام کی اس علمی کاوش کوانکے دارین میں رفع درجات کا ذریعہ بنادیا۔

(۲) **دعواتِ حق** (۴جلدیں)

الحمدللہ عزوجل کہ حضرت شیخ الحدیث سیدی ووالدی مولانا عبدالحق قدس سرہ کے خطبات ومواعظ ''دعواتِ حق'' کا مجموعہ جواس سے قبل دوجلدوں پر مشتمل تھا،اب نئے پیرایہ میں چار جلدوں میں شائع ہورہا ہے، پہلے ایڈیشن خوشنویسوں کی کتابت اور طباعت سے ہوئی تھی جبکہ اب کمپیوٹر کی کمپوزنگ نے دنیاکو یکسرتبدیل کردیا ہے اورکتابوں کو اس کے ذریعہ استفادہ اورمطالعہ کوسہل الحصول بنادیا ہے جو کمپوز شدہ مطبوعات سے ہی ممکن ہے،اس کے علاوہ ان مواعظ کے احادیث وآثار واقعات اورمضامین کی تحقیق ،مآخذ کی مراجعت اورتخریج کا کماحقہ حق ادانہیں ہوسکا تھا، اب پیش نظر چاروں جلدوں کی حتی الوسع تخریج ومراجعت کردی گئی ہے،اگرچہ ہر وعظ کے اہم مباحث کی نشاندہی عنوانات اور ذیلی سرخیوں کے ذریعہ کردی گئی تھی مگر اب اس کی مزید نشاندہی مزید عنوانات کے ذریعہ کردی گئی ،اس سلسلہ میں موتمر المصنفین سے وابستہ ٹیم میں مولانا محمد اسلام حقانی ،مولانا راحت نیاز حقانی،مولانا اسد اللہ حقانی، جناب بابر حنیف ،جناب فضل حیٔ آصف ، برخوردارم مولانا عرفان الحق اظہار حقانی میں سے ہرایک نے پروف ریڈنگ سے لے کر طباعت تک کے مراحل میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

''دعوات حق'' کی پہلی دو جلد ضخامتِ صفحات کی وجہ سے اب تین جلدوں پر پھیلائی گئی ہیں اور چوتھی جلد کے اضافہ کے ساتھ یہ مجموعہ وعظ و ارشاد اب چار ضخیم جلدوں میں طالبین رشد و ہدایت اور اصحاب علم و دانش کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، کیا عجب کہ دیگر خطبات (جن کا ایک بڑا ذخیرہ مسودات کی شکل میں محفوظ ہے) کی ترتیب و تدوین واشاعت کی توفیق بھی بارگاہ ایزدی سے نصیب ہوسکے وما ذلك علی اللّٰہ بعزیز کہ یہ سب اُسی کی کرم نوازی کا کرشمہ ہے ورنہ ہم کیا کہ کوئی کام ہم سے ہوتا۔ جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے اس کے۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

(۳) دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت

استعماری قوتوں اور اسلام دشمن لابیوں نے امت مسلمہ کی وحدت و سالمیت ،نظریاتی یکجہتی اور سیاسی قوت کوختم کرنے کیلئے جوحربے استعمال کئے ،اس میں فتنہ قادیانیت سب سے نمایاں ہے، جس کی بنیاد ننگ ملت ، غدار دین مرزا غلام احمد قادیانی نے رکھی، مذہبی لحاظ سے یہ ''بہائی فرقے'' کا ہندی ایڈیشن تھا' جس کو برطانوی سامراج نے آب و دانہ مہیا کیا اور یہودی آقاؤں نے پروان چڑھایا،مرزا قادیانی نے مصلح ، مجدد،مہدی،مسیح موعود، نبی رسول ،موعود اقوام عالم، کرشن جیسے متضاد ،متفرق دعوؤں کا ملغوبہ تیار کرکے اپنی ذات کو اسکے گرد گھمایا، ہندوستان میں پیدا ہونے والے مذاہب ، ہندومت، بدھ مت، سکھ مت وغیرہ کے بانیوں کو سب وشتم کا نشانہ بنایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بکواسات کا طومار باندھا، جہاد کی تنسیخ ، برطانیہ کی اطاعت اور اسلامی ریاستوں کی پامالی کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے۔

مگر اس فتنے کا سب سے بڑا نشانہ دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ختم نبوت تھا، جس کی آڑ میں انہوں نے سید الکائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی توہین وتحقیر میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ایک طرف اس فتنہ کی سنگینی ،مگر دوسری طرف مسلمانوں کے حساس، عاقبت اندیش اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار قائدین جن کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ مرزائیت کے بارے میں دل بینا اور شرح صدر سے نوازا تھا، انہوں نے اس صدی کے آغاز ہی سے علمی ،فکری ،سیاسی اور عوامی ہر محاذ پر پورے شدومد سے اس کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور بین الاقوامی خطرات سے عالم اسلام اور اس کے حکمرانوں کو آگاہ کرنا شروع کردیا، اور پُرخطر حالات میں بھی علم جہاد لہراتے رہے، انہیں للکارتے رہے اور امت مسلمہ کو اس مارِ آستین سے بچنے کے لئے جھنجھوڑتے رہے۔

ہزاروں علماء ،مفکرین ،زعماء، مصنفین ،مناظر، صحافی ،مبلغ اور لاکھوں عوام ان سارقین تاج وتخت ختم نبوت کا محاسبہ اور تعاقب کرنے کے لئے میدان جہاد میں کود پڑے، اور خواجہ یثرب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس ختم نبوت کیلئے اپنی زندگیاں تج دیں، جبکہ کئی سعادت منداس راہ میں کٹ مر کر بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور شفاعت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور خوشنودی اولین وآخرین کی ابدی سعادت سے مالا مال ہوئے۔

دیگر مجاہدین ختم نبوت کی طرح اس تحریک میں دارالعلوم حقانیہ اور والد گرامی قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا بھی بنیادی کردار رہا،۱۹۵۱ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت والد کے حکم پر یہاں تشریف لائے، اور ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں فتنہ قادیانیت کا پردہ چاک کیا۔ یہاں سے تحریک ختم نبوت ایک نئے موڑ میں داخل ہوئی، جس کو حکومت وقت نے مجاہدین ختم نبوت کو جیل میں ڈالنا شروع کیا، ہزاروں لوگوں کو شہید کیا گیا، مگر یہ سلسلہ رُکا نہیں۔ اس طرح ۱۹۷۳ء میں والد ماجد نے سب سے پہلے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیتی گروہ قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی، جسے اسمبلی نے مسترد کیا مگر اکابر کی قربانیوں اور امت مسلمہ کے مومنانہ جدوجہد کے نتیجے میں۱۹۷۴ء میں گھٹنے ٹھیک دیئے اور دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، اس دوران قومی اسمبلی میں مسلمان کی پہلی متفقہ تعریف کی سعادت بھی حضرت والدؒ کو نصیب ہوئی جبکہ ''ملت اسلامیہ کا موقف'' کی سیاسی حصے کی تیاری راقم کے حصے میں آئی' جس کو مفکر اسلام مفتی محمودؒ نے اسمبلی میں پیش کیا' پھر راقم نے اکابر امت کو اس فیصلے کے ذیلی تقاضوں کی طرف متوجہ کیا، جس کے جواب میں عالم اسلام کے جید اکابرین، مفکرین اوردانشور حضرات نے وقیع تجاویز ارسال فرمائے، اس طرح صدر ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ سے توہین رسالت ایکٹ اور قادیانیت آرڈیننس کی منظوری بھی قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی، جس میں بطوررکن مجلس شوریٰ کے ناچیز کی حقیر جدوجہد بھی شامل تھی۔

اس تمام جدوجہد میں ماہنامہ ''الحق'' نے بھی کلیدی کردار ادا کیااوراب نصف صدی گزرنے پر بھی تعاقب وتردید کا یہ سلسلہ تاحال جاری ہے، اس پچاس سالہ جدوجہداور تحقیقی مضامین کا انڈکس اس کتاب کے آخر میں شامل ہے، جواس شجرہ خبیثہ کے ہرہر پہلو پرسیر حاصل روشنی ڈال سکتا ہے، ارباب علم ودانش اور اصحاب تحقیق وریسرچ کے لئے یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے، بہت اہم حصہ قادیانیت کے بارہ میں پارلیمنٹوں کی پارلیمانی آئینی اوردستوری جدوجہد سے متعلق ہے، جو یہ نشاندہی کرتا ہے کہ قادیانیوں کے بارہ میں یہ اقدامات وقتی ہیجان اور جذبات پرمبنی نہیں بلکہ دنیا میں رائج دستوری اور آئینی تقاضوں کے مطابق ہے، الحمدللہ کہ دارالعلوم حقانیہ کواللہ تعالیٰ نےعلم وتعلیم تدریس و دعوت سیاست و جہاد کے ہرہرشعبہ میں خصوصی فضل وکرم سے نوازا ہے، تمام فرقِ باطلہ پرویزیت ،انکار حدیث ،تجدد واستشراق ،الحاد وبدعات کا کوئی فتنہ اس کے باطل شکن حملوں سے بچا نہیں، قادیانیت جیسا ایک ام الفتن فتنہ کب نظرانداز ہوسکتا ہے، ضرورت ان کوششوں کومرتب اور اجاگر کرنے کی تھی، خوشی ہے کہ میرے دوعزیز زیرک قابل اصحاب علم وفضل تلامذہ مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی اورمولانا محمد اسرار مدرس دارالعلوم حقانیہ نے بڑی محنت ،عرقریزی ،نفاست اور جامعیت کیساتھ یہ کارنامہ انجام دیا، اللہ کرے یہ ان کے علمی تصنیفی خدمات کا بہترین آغاز ثابت ہو، اللہ تعالیٰ اس عجالہ نافعہ کو پوری امت کے افادہ اوراستفادہ کا ذریعہ بنائے۔

(قسط ۵۵) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۸۱ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد الشیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ وا قارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہاصفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

مولانا عبدالحلیم زروبوی کا دورہ بلوچستان اور علماء کو اشتراکیت ولادینیت کے خلاف مجتمع کرنا:

۹/اگست ۸۱ء: دارالعلوم کے بزرگ اور معمر استاد حدیث وتفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی مدظلہ فضلاء بلوچستان کے پرزور اصرار پر تعطیلات رمضان میں بلوچستان تشریف لے گئے۔کوئٹہ، چمن، پشین اورزیارت وغیرہ میں قیام کیا۔سینکڑوں فضلاء دارالعلوم سے ملاقاتیں ہوئیں اور وہاں کے دینی وعلمی حالات پر ان حضرات کی راہ نمائی کی۔حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے دورہ میں اشتراکیت اور اشتراکیت نواز ودیگر لادینی عناصر کے بڑے خطرات محسوس کئے۔فضلاء وعلماء میں تنظیم وربط کی کمی کا بھی شدت سے احساس کیا۔

میرے نام ان کے گرامی نامہ سے یہ اقتباس سارے اہل درد کو دعوت غور وفکر دیتا ہے مولانا لکھتے ہیں:

یہاں آکر محسوس ہوا کہ کمیونسٹوں کا اثر زیادہ اور منظّم ہے خصوصا چمن میں لہٰذا میں نے وہاں تمام فضلاء حقانیہ کو جمع کیا اور انہیں ترغیب دی کہ یہاں آپ کی تنظیم کی زیادہ ضرورت ہے۔آپ انفرادی طور پر اسلام کی کوئی خدمت نہیں کرسکے۔جبکہ آپکے مقابلہ میں فرق ضالہ منظّم ہیں۔خاص کر کے چمن میں

(جوافغانستان کیساتھ پاکستان کا سرحدی شہر ہے) بچوں کوصحیح تعلیم کی ضرورت ہے۔ ورنہ اسکولوں ، کالجوں میں خالی الذہن بچے جا کر بے دین ہوجائیں گے۔ کوئٹہ کالج میں کیمونسٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا یہ حال ہے کہ سنا ہے تقریباً چھ ماہ تک روسی جھنڈا لہراتا رہااوراسلام مردہ باد کے نعرے لگائے جاتے رہے۔ اسی طرح مقام زیارت میں عیسائیوں کی تبلیغ زوروشور سے ہورہی ہے۔ وہاں اگرچہ سردی زیادہ ہے اورمیری صحت متحمل نہیں لیکن پھر بھی وہاں جانے کا خیال ہے کہ وہاں فضلائے حقانیہ کومقابلہ کیلئے بحیثیت اجتماعی مستعد کیا جائے۔اس غرض سے پشین بھی جانا ہوگا۔‘‘

حضرت زروبوی مدظلہ ۵رشوال کوواپس تشریف لے آئے ہیں اورانشاء اللہ اپنی مفصل رپورٹ اور تاثرات قلم بند کریں گے۔

احاطہ مدنیہ کی تکمیلی عمارت پرکام کا آغاز

۱۳راگست ۸۱ء: دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کے ہاسٹل احاطہ مدنیہ کامغربی حصہ نامکمل تھااوران طلبہ کوقیام میں دقت پیش آتی رہی۔ اب ۱۳راگست کوحضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے دیگراساتذہ کی موجودگی میں اس تکمیلی حصہ کاسنگ بنیادرکھا۔اللہ کے فضل وکرم اوراہل خیر کی امداد کی توقع پراس کی تعمیر بھی شروع ہوگئی ہے۔اس بلاک میں ۹ کمرے طلبہ کی رہائش کیلئے ہونگے اورزیریں حصہ میں طلبہ کیلئے غسل خانہ اوربیت الخلاؤں کا سلسلہ ہوگا۔

مولانا محمد شریف جالندھریؒ اورمولانا سیدامین الحق طوروؒ کی جدائی

دنیائے علم وفضل پچھلے دنوں دوقیمتی شخصیتوں سے محروم ہوگئی۔حضرت مولانا خیرمحمد صاحب مرحوم بانی خیرالمدارس ملتان کے قابل وصالح فرزند اورمدرسہ خیرالمدارس کے مہتمم حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری نے بحالت ، سفرحج آقائے دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ پرمدینہ طیبہ میں پیغام اجل پر لبیک کہااورجنت البقیع کے رشک جنت زمین میں آسودۂ راحت ابدی ہوئے۔مرحوم کی وفات جہاں ایک عالم کی وفات ہے وہاں ایک گرانقدر دینی ادارہ اپنے سربراہ سے محروم ہوا۔مرحوم سادگی اوربے نفسی تواضع ومسکنت میں اپنے بزرگوں کانمونہ تھا۔

دوسرا حادثہ ہمارے علاقے کے ایک جید محقق اورجری عالم وفاضل شخصیت حضرت مولانا سیدامین الحق فاضل دیوبند طوروضلع مردان کی جدائی کا ہے۔مرحوم عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ہرایک کوجانا ہے جلد یابدیرغنیمت ہے کہ جن کی حیاتِ مستعار کےلحات وانفاس دین حق کے کام آجائیں اورمولانا نے خطابت وتدریس کے ساتھ قلم وقرطاس کی شکل میں بھی اس کاحق اداکیا وہ کئی فاضلانہ کتابوں اورمقالات کے مصنف بھی تھے،ماہنامہ الحق کے ابتدائی سالوں میں اس کے مقالہ نگاربھی رہے

دعا ہے کہ حق تعالیٰ مرحومین کو ان کی خدمت علمی و دینی اور حمیت حق کا صلہ اس عالم جاودانی میں عطا فرماوے جہاں اس صلہ سے بڑھ کر کوئی دولت ونعمت نہیں ہوسکتی۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

حکومت کا شیخ الحدیث مدظلہ کی علمی دینی خدمات پر سول اعزاز ''ستارہ امتیاز'' دینا

۱۴۔ اگست کو ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ اطلاع ہوئی کہ صدر پاکستان کی طرف سے دینی وتعلیمی خدمات کے طور پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ کو سول اعزاز (ستارہ امتیاز) دیا گیا، یہ ایک گونہ دارالعلوم کی خدمات کا بھی اعتراف ہے، اس لئے پورے حلقہ دارالعلوم میں اس پر اظہار مسرت کیا گیا۔

۱۴/اگست ۱۹۸۱ء کو یوم آزادی کے موقع پر صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ کو ان کے علمی و دینی خدمات کے اعتراف کے طور پر ''ستارۂ امتیاز'' دینے اعلان کیا گیا۔ ستارۂ امتیاز اعزازی تمغوں میں ایک بہت بڑا سول تمغہ ہے ۔ یہ اعلان ریڈیو، ٹیلی وژن کے زریعہ ہوا اور ہم لوگوں کو بھی ان ذرائع ابلاغ ہی سے اس کا علم ہوا۔ اس سے قبل نہ ہمیں اسکی کوئی اطلاع تھی نہ کوئی مشورہ لیا گیا، نہ ایسے تحسینی امور میں اجازت لینے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ فطری طور پر اعتراف وتحسین کے اس مظاہرے پر دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے وابستہ ہزاروں تلامذہ ومعتقدین کو خصوصا اور ایک خادمِ دین متین سے محبت رکھنے والے دینی ورد سے سرشار عامۃ المسلمین کو عموماً قلبی مسرت ہوئی اور تبریک وتہنیت کے بے شمار پیغامات موصول ہونے لگے یہ مسرت اور تبریک اس حد تک تو بجا ہے کہ حکومت کے اس اقدام سے دین اور اہل دین کے قدر افزائی اور دینی خدمات کے اعتراف وتحسین کا پہلو عیاں ہوتا ہے ۔ جسے اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے یہ ملک ایک طول اور طویل عرصہ تک محروم رہا۔ یہ رسمی قدر افزائیاں بھی اگر ہوتی رہیں تو فن وکلچر آرٹ وثقافت کے نام پر ان طبقوں کی جن کی اس ملک کے مقصدِ قیام بلکہ انسانی قدروں تک سے کوئی مناسبت نہ ہوتی ۔علم ودین سے وابستہ مخلص طبقوں کی مختلف طریقوں سے قدر افزائی ، تحسین واعتراف اور حق بقدر رسید کی روایتیں بالکل نئی ہیں جس کی بنیادیں پچھلے دو چار سالوں میں رکھی جارہی ہیں۔ اس اعتبار سے ایسے اقدامات نہایت تحسین وتشکر اور حوصلہ افزائی کا موجب ہونے چاہئیں کہ دیر آید درست آید ۔آخر کچھ تو اس کا عملی احساس شروع ہو چکا ہے اور اصل احترام واکرام تمغوں اور اعزازات کے مستحق یہی مخلص اہل دین ہیں کہ العزۃ للہ والرسولہ وللمؤمنین

لیکن ایک پہلو اور ہے کہ تاریخ اسلامی کے ہر دور میں دین اور علوم نبویہ کی خدمت کرنے والے افراد، جماعتوں اور ملت اسلامیہ کی سرخروئی سے سرشار اور نشاۃِ ثانیہ کیلئے مصروف کار خدامِ دین کا مطمح نظر ہر گز ہرگز یہ ظاہری شان وشوکت عہدے ومناصب اور دنیوی اعزازات واکرامات نہیں رہا۔

دنیوی اعزازات اللہ والوں کی نظر میں

ان کی نظر ہمیشہ اجر آخرت پر ہوتی ہے وہ جس وراثت نبوت کے حامل ہوتے ہیں ان کے مورثین علیہم الصلوۃ والسلام کا اعلان ہمیشہ یہی رہا ہے وما اسئلك علیه من اجر ان اجری الا علی رب العالمین وہ ہر قسم کے اجر ومزد کی امید سے بے نیاز اجر آخرت پر نظر رکھتے ہوتے ہیں۔ دنیا کا بڑے سے بڑا اجر ومنصب جس کے مقابلہ میں پرِ کاہ کی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ ان کی ساری جدوجہد وعزیمت، جہاد وعمل اور کدوکاوش کا مقصود ومطلوب رضائے مولیٰ ہوتی ہے۔

نیم شب کی حلاوت کے مقابلہ میں ہفت اقلیم ہیچ

وہ دنیاجہان کی حکومت وسلطنت سے بھی یہ کہہ کر صرف نظر کر دیتے ہیں کہ اتمدوننی بمال فمآآتانی اللّٰہ خیر مماآتاکم بل انتم بھدیتکم تفرحون وہ ہفت اقلیم کو بھی متاع الدنیا قلیل سمجھتے ہیں کہ اصل اجر اجر اخروی ہے، ولاجر الاخرۃ خیر وابقی اقلیم نیم شب کی حلاوت وطمانیت سوز وساز اور قرب وصال کی لذتیں ملک نیم روز کو ان کی نگاہوں میں حقیر بنا دیتی ہیں ایسے لوگ اپنی ذات میں ایک جنت سموئے ہوتے ہیں جن کی وسعت وپنہائیوں کے مقابلہ میں دنیا کی ساری وسعتیں ہیچ ہیں ان فی الدنیا جنۃً من لم یدخلھا لم یدخل جنت الاخرۃ اور دنیا کی یہ چند روزہ رعنائی اور آب وتاب ان کی نگاہوں کو خیرہ نہیں کرسکتی کہ

ستم ہست گرہوست کشد کہ بہ سیرد سرد چمن در آ
توز غنچہ کم نہ دمیدہٗ درِ دلکشا بہ چمن در آ

کتنے گھاٹے اور خسارے میں ہوں گے وہ جن کی ساری دینی تگ ودو کا مطلوب ومقصود دنیائے فانی کا یہ چند روزہ شان وشوکت اور نام ونمود بن گیا ہو اور اس کے لئے وہ دین جیسی متاع گرانمایہ کو ثمن نجس بنا دیں اور کائنات کی سب سے قیمتی دولت کو دنیائے حقیر پر نثار کریں۔ ہمارے اکابر دعوت وعزیمت کی ہمیشہ یہ سنت رہی ہے کہ دین کی راہ میں وہ نہ کسی اجر وتحسین کے طلبگار رہے نہ کسی کی طعن وتشنیع اور مزاحمت ان کے پائے صبر وثبات کو لغزش دے سکی۔ راہِ عمل میں نہ تو پتھر اور کانٹے ان کے دامن کو الجھا سکے اور نہ اعزاز واکرام کی سیج انہیں منزل مقصود سے غافل کرسکی بلکہ وہ ہر دم جوش عمل سے سرشار اصل کامیابی اور دائمی اجر کی

طرف گامزن رہے۔

الحمدللہ کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ذات بھی اپنے اکابر اسلاف کا ایک حسین نمونہ ہے وہ نہ تو اپنی ذات کو ان چیزوں کا سزاوار سمجھتے ہیں نہ اپنی خدمات کو اس اعتناو اکرام کا مستحق ، بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیمی و دینی دعوتی اوراصلاحی میدانوں میں بے بہا توفیق سے نوازا جس کے عہد ساز اور عہد آفرین نتائج ظاہر ہورہے ہیں اور آگے چل کر اور ظاہر ہوں گے لیکن اگر اس کی کوئی قیمت اور صلہ مل سکتا ہے تو خدائے رب العالمین کی بارگاہ ہی سے ہوسکتا ہے دنیا کا ایسا کوئی اعزاز اور تمغہ خود اس اعزاز کا اعزاز ہوتا ہے اور بلا شبہ اس عظیم سول اعزاز کی اتنی عزت افزائی کبھی نہ ہوئی ہوگی جو ایسے اکابر علم وفضل سے نسبت قائم ہوجانے سے ہوئی۔

صدارتی ایوارڈ پر حضرت شیخ الحدیث کا صدر کو جوابی پیغام

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طرف سے اس صدارتی ایوارڈ پر صدر پاکستان کو جو پیغام شکریہ بھیجا گیا اس میں بھی تواضع وعبدیت اوراصل قدرومنزلت اجرآخرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔جس کا متن یہ ہے۔

”یوم آزادی پر مجھ جیسے ناچیز اور گمنام شخص کو ستارۂ امتیاز جیسے معزز ایوارڈ سے نوازنا آپ کے دین پروری اور علم نوازی کا واضح ثبوت ہے ۔آپ کے دور میں دینی علم اوراہل علم کی قدردانی کے لائق تقلید روایات قائم ہوگئی ہیں۔میں نے کچھ بھی دین کی خدمت نہیں کی اگر حقیر خدمت کی بھی ہے تو میرا کمال نہیں محض اللہ کا کرم ہے مگر اس کا اصل اجر دار آخرت میں ملنے کی تمنا ہے پھر بھی ناسپاسی ہوگی اگر اس ذرہ نوازی کا شکریہ ادا نہ کروں اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمات کی توفیق دے۔صحیح رہنمائی سے نوازے اور اس کا اجر بھی آخرت میں عطا فرمادے۔آمین“

O

تعلیمی سال کا آغاز اور مولانا فضل الٰہی صاحب کا تقرر

۲۳ شوال ۱۴۰۱ھ الموافق پیر ۲۴ اگست ۸۱ء: ۱۰ شوال المکرّم سے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا،طلبہ جوق درجوق آرہے ہیں اورداخلے جاری ہیں ۔درس نظامی کے اعلیٰ درجات کیلئے ایک نئے جید اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا فضل الٰہی المعروف بہ شاہ منصور صاحب حق صاحب کی تقرری بھی ہوچکی ہے۔

پیر ۲۳ رشوال کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ایک بڑی تقریب میں درس ترمذی شریف سے اسباق کا افتتاح فرمایا ، حضرت والد صاحب مدظلہ سال سابق کی طرح ان شاء اللہ اس سال بھی ترمذی اور بخاری

شریف کے کچھ حصے خود پڑھائیں گے۔

شعبۂ حفظ وتجوید کی تعمیر کی تکمیل کے بعد آغاز

ایک مستقل دارالحفظ والتجوید کے قیام اورشایان شان تعمیر کا سلسلہ پچھلے سال سے جاری ہے ۔ یہ تعمیر لاکھوں روپے سے بحمدللہ مکمل ہوکر دعوت نظارہ دے رہی ہے ۔اب اس کی روغن اورسفیدی وغیرہ ہورہی ہے اوراس شعبے کیلئے قراء وحفاظ کی بطور اساتذہ تقرری ہوچکی ہے اورطلبہ کا داخلہ ہورہا ہے،اس ماہ کے آخر تک یہ شعبہ ان شاء اللہ کام شروع کردے گا۔

اساتذہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی آمد،خطاب اوراجازت حدیث کا لینا

۲۴ شوال ۱۴۰۱ھ/۲۴ اگست ۱۹۸۱ء جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے ممتاز اساتذہ ومشائخ کا ایک معزز وفد دارالعلوم میں تشریف فرما ہوا۔ یہ وفد افغان مہاجرین کے کیمپوں میں دینی تعلیم وتربیت کیلئے علماء کی ٹریننگ اورتقرری کے سلسلہ میں پشاور آیا تھا۔معزز اور قابل احترام مہمانوں کا یہ وفد نماز مغرب سے قبل دارالعلوم پہنچا۔حضرت والد ماجد شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر اساتذہ وطلبہ نے مسجد میں ان کا خیر مقدم کیا۔ نمازمغرب وفد کے ایک ممتاز رکن شیخ صالح بن سعد السحیمی نے پڑھائی اس کے بعد دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ نشست ہوئی۔علماء نے ازراہ علم پروری اور سعادت علمی کے حصول کے جذبے سے آتے ہی یہ اصرار شروع کر دیا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث ہمیں احادیث کی تمام کتابوں کی اجازت عطا کریں۔حضرت ازراہ تواضع بے حد انکار کرتے رہے مگر بالآخر مہمانوں کے اصرار پر حضرت مدظلہ نے ان تمام مشائخ کو اجازت سنداحادیث سے نوازا۔مہمانوں کی خواہش تھی کہ اس طرح ہمیں مشائخ کبار پاک و ہند اورعلماء دیوبند سے نسبت تلمذ قائم ہو جائے۔ بعد میں مہمانوں کی خواہش پر یہ مشافہاتی سندِ حدیث اوراجازت تحریری طور پرلکھ کر ہرایک مہمان کو الگ الگ دیا گیا۔نمازعشاء سے قبل احقر نے اپنے مکان میں وفد کوعشائیہ دیا۔نمازعشاء کے بعدمسجد دارالعلوم کے وسیع صحن اورنورانی ماحول میں ان علماء کا عالمانہ خطاب ہوا۔ خطاب سے قبل دارالعلوم کے قدیم فاضل و مدرس مولانا شیرعلی شاہ (حال جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ) نے عربی میں ایک وقیع اور پرازمعلومات سپاسنامہ پیش کیا۔جس میں دارلعلوم کے مختلف گوشوں پرسیر حاصل روشنی ڈالی گئی تھی اورعلماء دیوبند کی علمی و دینی خدمات کا ذکر تھا۔ دکتور ربیع ہادی استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینہ اور شیخ صالحالسحمی استاذ العقیدۃ جامعہ اسلامیہ مدینہ کی علمی فوائد پرمشتمل تقریریں ایک گونہ علماء دیوبند اورعلماءنجد کے درمیان باہمی افہام وتفہیم کی آئینہ دارتھیں اور بعض ایسے شکوک وخدشات کا ازالہ بھی مقررین کرنا چاہتے تھے جو معاندین نے پھیلا رکھی

ہیں۔ دارالعلوم میں کل تعلیمی سال کا افتتاح ہونے والا تھا۔ یہ ایک غیر رسمی افتتاحی تقریب بن گئی جو طلبہ کیلئے ایک نیا تجربہ اور ذوق وشوق علمی کا ذریعہ بن گئی۔ تقریب میں حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ آخر تک موجود رہے۔ رات گیارہ بجے یہ مجلس ختم ہوئی۔ معزز مہمانوں نے دارالعلوم کے کردار پر اپنی گہری محبت اور حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اتنے عظیم ادارہ کو دیکھ کر ہم حیرت ومسرت کے ملے جلے جذبات لے کر جارہے ہیں۔ وفد کے ارکان نے دارالعلوم کی کتاب الآراء میں اپنے تاثرات بھی قلم بند فرمائے۔ اس جماعت میں جو حضرات شریک تھے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) الشیخ الدکتور ربیع ہادی استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

(۲) الشیخ صالح السحیمی استاذ العقیدة (۳) الشیخ محمد محمد الشریف استاذ الحدیث

(۴) الشیخ احمد علی طہ ریان استاذ الفقہ (۵) الشیخ الدکتور ابا بکر البدوی وشین استاد اللغة العربیة

(۶) الشیخ محمد نور الخلیفہ مدرس بمعہد الجامعة الاسلامیہ (۷) الشیخ محمد سعد السحیمی۔

☆ ۲۶، اگست ۲۶ شوال کو جامعة العلوم الاسلامیہ ویسٹریج راولپنڈی کی افتتاحی تقریب میں مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد اسحاق صاحب کی دعوت پر احقر نے شرکت کی اور علم دین کی اہمیت پر خطاب کی۔

مشاہیر علماء وزعماء کی پاکستان آمد

دارالعلوم میں ہر وقت مشاہیر علم اور زعماء ملک وملت کی آمد جاری رہتی ہے۔ ان ایام میں بھی حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کیلئے آنے والے چند ایک حضرات کے اسماء یہ ہیں۔

۲۷ اگست، ۲۷ شوال کو حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ امیر نظام العلماء مختصر قیام کیلئے دارالعلوم تشریف لائے اور طلبہ سے خطاب فرمایا، ۲۸، اگست کو جناب ارباب سکندر خان سابق گورنر سرحد مع رفقاء تشریف لائے۔ نماز جمعہ حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ حضرت کی مسجد میں میری اقتداء میں پڑھی اور حضرت کی عیادت کی۔ ان کے علاوہ سرحد کے وزیر اوقاف مولانا عبدالباقی صاحب، مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب اٹک، مولانا محمد اشرف صاحب پشاور یونیورسٹی، جناب محترم محمد اجمل خان لغاری اجمل باغ، جناب قای عزیز الرحمٰن صاحب ریاست سوات وغیرہ بھی رونق دارالعلوم بنے۔

ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ کے طلبہ کی آمد

۲ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق یکم ستمبر ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ سعودی عرب کے تقریباً پچاس طلبہ پر مشتمل وفد دارالعلوم کے معائنہ کے لئے آیا۔ یہ گروپ کئی اسلامی ممالک کے مطالعاتی دورہ کے اختتام پر پاکستان آیا تھا

اوراس میں عموماً سعودی عرب کے ممتاز خاندانوں کے چشم و چراغ شامل تھے۔احقر نے دارالعلوم پہنچنے پر ان کا خیر مقدم کیا۔ دارالحدیث میں طلبہ واساتذہ کی ترحیبی تقریب میں مولانا شیر علی شاہ صاحب نے مؤثر اور پرجوش خطاب فرمایا اور مہمان طلبہ کو ہمارے ہاں کے درس وتدریس کے قدیم نظام، مقاصد اور جذبات دینی کا ذکر کیا اور یہ کہ یہ لوگ کس خلوص سے تحصیل علم کے بعد دین کے عظیم کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

جواب میں وفد کے قائد جناب مجید حریری مکی نے موثر تقریر کی۔اس کے بعد دارالعلوم کے وسیع کتب خانہ کے ہال میں مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔اس دوران بھی معلومات کا تبادلہ جاری رہا۔ مہمانوں نے الشیخ محمود الحصری مرحوم کی مسجل قرآن مجید کا ایک سیٹ اور دیگر قابل قدر ہدایا پیش کئے۔اتنے سارے علماء وطلباء کے متشرع شکل وصورت، علمی انہماک اور اسلامی علوم فنون کے مکمل نظام درس، یہ سب چیزیں ان حضرات کے لئے تعجب وحیرت کا باعث تھیں۔ جاتے وقت معزز مہمان طلبہ نے ازخود تقریباً بیس ہزار روپے کی رقم اکٹھی کر کے دارالعلوم کو پیش کی۔ جسے دارالعلوم نے ان کی بے حد خواہش اور اصرار پر قبول کی۔ ایسے معزز مہمان طلبہ کے حالت سفر میں یہ عطیہ قبول کرنے سے ابتداءً میں بے حد انکار کرتا رہا مگر بعد میں ان کی دل شکنی کے احتمال سے یہ مبارک عطیہ دارالعلوم کے لئے باعث خیر و برکت سمجھ کر قبول کر لیا اور طلبہ کی جماعت نے نماز عصر دارالعلوم کی مسجد میں پڑھی اور بعد از عصر عازم اسلام آباد ہوئے۔

مولانا ابراہیم فانی مدرس حقانیہ کی شادی

۴ستمبر مطابق ۴ ذیقعدہ: دارالعلوم کے ایک نوجوان استاذ مولانا محمد ابراہیم صاحب فرزند مولانا عبدالحلیم صاحب مدظلہ زروبی کی شادی کی تقریب ہوئی۔جس میں دارالعلوم سے کئی اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی۔

تبلیغی اجتماع میں حاضری

رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے عظیم سالانہ تبلیغی اجتماع منعقدہ ۱۸ تا ۲۰ ستمبر میں اس دفعہ دارالعلوم کے کئی اساتذہ اور احقر کے علاوہ طلبہ نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اٹک اور راولپنڈی کے مدارس کے افتتاحی تقاریب میں شرکت

۱۶ستمبر، ۱۷ ذیقعدہ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حضرت علامہ قاضی زاہد الحسینی کی دعوت پر ان کے مدرسہ جامعہ مدنیہ اٹک تشریف لے جاکر افتتاحی تقریب میں شرکت کی اور درس بخاری سے افتتاح فرمایا۔عرب حضرات پر مشتمل تبلیغی جماعت کے اور وفد نے بھی ستمبر کے اواخر میں دارالعلوم حقانیہ میں سہ روزہ قیام فرمایا۔

افغان مجاہدین واحزاب کے زعما کی آمد اور شیخ الحدیث کی جہاد میں شرکت کی تمنا

افغان مجاہدین کی اکثر جماعتوں کا دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث سے تلمذ وعقیدت کا رشتہ ہے۔

اس لحاظ سے برسر پیکار مجاہدین صف اول کے قائدین اکثر و بیشتر حضرت مدظلہٗ کی خدمت میں آتے رہتے ہیں۔ان ایام میں حرکت انقلاب اسلامی کے زعماء مولانا محمود شاہ معاون عمومی، مولانا مومن شاہ حقانی، مولانا محمد عیسیٰ حقانی، مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا میرا جان حقانی، حزب اسلامی خالص گروپ کے مولانا محمد یونس خالص حقانی ، جمعیۃ اسلامی کے پروفیسر برہان الدین ربانی اور حرکت انقلاب اسلامی کے منصور گروپ کے مولانا نصر اللہ منصور لئے تشریف لائے اور حضرت کیساتھ ملاقات اور تبادلۂ خیال کیا۔حضرت مدظلہ العالی نے ان وفود سے بات چیت کے دوران فرمایا کہ ہمارے علماء، فضلاء، طلباء قرآن شریف بغل میں لئے ہوئے دین کی خدمت میں تو مصروف رہے مگر یہ خواب وخیال بھی نہ تھا کہ اس ناچیز کو اللہ تعالیٰ ان حضرات کوسٹین گنوں، مارٹروں اور مشین گنوں کے ساتھ لیس اور آراستہ و پیراستہ بھی دکھائے گا اور انہوں نے روس کے سطوت و ہیبت کو خاک میں ملا دیا۔ جو انیاب الاغوال کی طرح اذہان پر چھایا تھا۔فرمایا کہ کاش میری صحت اجازت دیتی اور میں بھی ان محاذوں میں جا کر شریک جہاد رہتا۔ بعد میں ان حضرات نے دفتر الحق میں احقر کومجاہدین کی ایمانی غیرت وحمیت ونصرت خداوندی کے عجیب وغریب واقعات سنائے۔

مجلس شوریٰ کا جلسہ

۲۵رذیقعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۴رستمبر: بروز جمعرات کتب خانہ کے وسیع ہال میں مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب الحاج رفیع الدین صاحب جنرل منیجر آدم جی پیپر بورڈ نوشہرہ منعقد ہوا، مولانا محمدامین صاحب اورمولانا قاری سعیدالرحمٰن صاحب روالپنڈی نے آغاز میں تلاوت کلام پاک فرمائی ، اس کے بعد حضرت والد ماجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے استقبالیہ کلمات میں اراکین کا خیرمقدم کرتے ہوئے علم دین اورمدارس عربیہ کی اہمیت پرروشنی ڈالی ، اس ضمن میں دارالعلوم حقانیہ کی ابتدائے تاسیس محرکات قیام دارالعلوم، پھر بتدریجی مراحل ترقی ،موجودہ ہمہ گیر اوروسیع دینی وعلمی اثرات وبرکات پرسیر حاصل تبصرہ کیا، اوراس ضمن میں آپ نے روس سے برسرپیکار حقانی فضلاء اوردارالعلوم سے مستفید علماء کے عظیم کردار، جہاد وقربانی کی سرگرمیوں پراللہ کاشکر ادا کیا، اورانہیں خراج تحسین پیش کیا، اجلاس کے آغاز میں اس جہاد میں شہید ہونے والے حقانی شہداء کے لئے خصوصاً اوردیگر تمام شھداء کیلئے دعائے مغفرت کی گئی،اس کے علاوہ پچھلے سال وفات پانے والے مشاہیر علم وفضل اوروابستگان دارالعلوم کیلئے دعائے مغفرت اوراظہار تعزیت کیا گیا،جن میں مولانا مفتی محمود صاحب مولانا غلام غوث ہزاروی ، مولانا محمد علی سواتی مدرس دارالعلوم حقانیہ،مولانا میاں ولایت شاہ کاکاخیل رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم شامل ہیں۔

بعدازاں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طرف سے نیابۃً احقر نے نئے سال کے بجٹ کی تشریح

منظور شدہ بجٹ کی کمی بیشی کے اسباب اور سال رواں کیلئے تخمینی میزانیہ پر مشتمل ایک طویل رپورٹ پیش کی، احقر نے عرض کیا کہ ۱۴۰۰ھ میں دارالعلوم کو مختلف مدات سے نو لاکھ ستاسٹھ ہزار سات سو چار روپے پینتالیس پیسے آمدنی ہوئی اور آٹھ لاکھ چوبیس ہزار دوسوسات روپے اکیس پیسے خرچ ہوئے، سال رواں ۱۴۰۱ھ کے لئے بارہ لاکھ چورانوے ہزار نوسو تریانوے روپے پچاس پیسے میزانیہ پیش کیا گیا۔

ارکان شوریٰ نے بجٹ پر تقاریر میں دارالعلوم کے تمام شعبوں کی ترقیات پر اطمینان کا اظہار کیا، اجلاس میں اساتذہ اور عملہ کے اضافۂ تنخواہ کے بارے میں بھی غور کیا گیا، اور مشاہرات میں حسب سابق اس سال بھی معقول اضافہ کیا گیا۔

حکیم الاسلام قاری طیب کے رشحات قلم دربارہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق

پچھلے سال دارالعلوم دیوبند کا عظیم الشان صدسالہ جشن انمٹ اثرات اور نقوش چھوڑ کر بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوا، اس اجتماع کی یادگار میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مہتمم ''دارالعلوم دیوبند'' ارمغان اجلاس صدسالہ کے نام سے ستر صفحات پر مشتمل ایک نظم لکھی جو اسی نام سے شائع ہوگئی ہے۔

اس نظم میں دارالعلوم دیوبند کو مخاطب بنا کر اس کی خصوصی برکات اس کے مشاہیر سلف وخلف میں سے اسّی شخصیتوں کی خصوصیات اس کی مروجہ درسی غیر درسی کتب میں سے ایک سو چھ کتابوں کے اسماء وصفات، اس کے مسلک اعتدال کے امتیازات، اس کے اجلاس صدسالہ کے حالات اور غیر معمولی انتظامات اس کے عالمگیر اور دوررس اثرات، اس کے ذمہ دار منتظمین کے اسماء اور خدمات، ان کے حق میں ادعیہ وترحیبات اس کے معاونین کے حق میں تہنیات، دارالعلوم کے حق میں دعاوتبریکات اور اس کی ترقیات کی تمنیات اور مہمانوں کے حق میں نیک خواہشات وغیرہ پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، چند اہم شخصیات کے ضمن میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے بارہ میں آپ کے رشحات فکر یہ ہیں۔

مولانا عبدالحق اکوڑوی شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک وسابق مدرس دارالعلوم دیوبند

ازاں ہم عبدحق یک شیخ حاذق — بدارالعلم بوداستاد سابق
بعلم حق زحق آراستہ شد — بااخلاق کرم پیراستہ شد
اکوڑہ شد بہ پاکستان منور — بہرلحہ برایش علم یاور
چونورش صورت محسوس بربست — ہموں دارالعلوم حقانیہ گشت

ارمغان اجلاس صدسالہ ص ۳۷

دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت کے سالانہ اجتماع میں شرکت

۲۰/اکتوبر۱۹۸۱ء: کواحقر نے دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت کے سالانہ اجتماع اورنئی عمارت کی رسم تاسیس میں شرکت وخطاب کیا، اس سفر میں فضلاء حقانیہ،کا قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم حلیمیہ درہ پیزو کا بھی معائنہ کیا جہاں مہتمم موصوف اوردیگر اساتذہ کی حسن کارکردگی سے بے حد متاثر ہوئے۔

۲۵/اکتوبر۱۹۸۱ء: کواسلامیہ کالجیٹ سکول اسلامیہ کالج کے طلبہ کے ایک گروپ نے مولانا محمد سراج فاضل حقانیہ کی قیادت میں دارالعلوم کا مطالعاتی دورہ کیا،دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث کی زیارت اورنصائح سے مستفید ہوئے۔طلبہ نے تجوید وقرأت سے بھی حاضرین کومحظوظ کیا گروپ کے سینئر رکن جناب شمس الرحمان بن مولانا عبدالدیان کی خواہش پرحضرت مدظلہ نے اپنے قلم سے نصائح پرمبنی آٹوگراف دیا۔

۲۶/اکتوبر۱۹۸۱ء: کوپنجاب کے دسٹرکٹ کونسلوں کے چیئرمینوں پرمشتمل ایک اہم وفد نے دارالعلوم کا معائنہ کیااور بے حد مسرت ظاہر کی۔

۲۷اکتوبر۱۹۸۱ء: ۲۸ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو ایک عرب بزرگ شیخ عبدالمقیت محمد صاحب الواعظ العام للقواۃ المسلحۃ المصریۃ (مصری افواج کے واعظ عام) دارالعلوم تشریف لائے تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں آمد کے بعد اپنے شرکاء سمیت دارالعلوم آکر نہایت محظوظ ہوئے باربار اپنی حیرت ومحبت کے جذبات پرمبنی کلمات سے دارالعلوم کوسراہتے رہے،نمازظہر کے بعد مسجد میں طلبا سے خطاب فرمایا،دفتر دارالعلوم میں احقر نے ظہرانہ دیا،کتاب الآراء میں اپنے تاثرات ثبت فرماتے ہوئے لکھا ہے،وانی اعتقد بانہ فاق الازھر المصری الذی شاع صیتہ فی جمیع البقاع میرااعتقاد ہے کہ یہ ادارہ اس مصری جامعہ ازہر سے بڑھ کر ہے،جس کا غلغلہ چاردانگ عالم میں پھیلا ہواہے،شیخ موصوف شام کے وقت واپس ہوئے۔

حقانیہ میں اعلیٰ افسران کے سہ روزہ لیکچرز کاانتظام اوران کا حددرجہ متاثر ہونا

۲۷/سے ۲۹/اکتوبر: کورورل اکیڈمی پشاور میں ریفرشر کورس کرنے والے پاکستان کے اہم افسران (سی ایس پی) کے ایک گروپ نے دینی ماحول اورتربیت کے پیش نظر دارالعلوم میں قیام کیا، دارالعلوم نے اہم موضوعات پرسہ روزہ لیکچرز دینے کا خصوصی انتظام کیا،حضرت شیخ الحدیث کے درس بخاری میں شرکت کے علاوہ مولانا قاضی زاہدالحسینی صاحب اٹک اوراساتذہ دارالعلوم میں مولانا مفتی محمد فرید صاحب،احقر سمیع الحق،مولانا مصطفیٰ حسن صاحب،مولانا محمد ابراہیم صاحب نے مآخذ اربعہ کتاب وسنت سیرت نبوی حجیت حدیث ، اعجاز قرآن وغیرہ موضوعات پرلیکچر دیئے اس سہ روزہ قیام میں ان حضرات نے نہایت بہتر اثرات محسوس کئے اوراسے علمی ومطالعاتی زندگی کاایک یادگاراورمفید ترین تجربہ قرار دیا۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

صبر کا مقام ومرتبہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امابعد ! فاعوذبالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ: ۱۵۵،۱۵۶)

اور تم بشارت اور خوشخبری دو ان صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی (چھوٹی یا بڑی) مصیبت درپیش ہوتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

محترم سامعین! یہ قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ ہے جس میں ہم مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ جب تمہیں جسمانی یا روحانی تکلیف ومصیبت پہنچے تو فوراً اس ذات پاک کی طرف مراجعت کرو جس نے اس مصیبت وتکلیف کو بھیجا، جسکا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس تکلیف ومصیبت کا برداشت کرنا آسان ہو جائے گا اور دوسرا عظیم نفع یہ بھی ہوگا کہ آدمی اس طرح ثواب عظیم اور رضائے مولا کا مستحق بن جاتا ہے۔

صابرین کے لئے بشارت

آیت مبارکہ میں یہ فرمایا گیا کہ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ صبر کرنے والوں کو بشارت دو یعنی خوشخبری سناؤ۔ یہ کس چیز کی خوشخبری اور بشارت ہے؟ ظاہر ہے کہ صدمے پر صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب اور جنت ہے، اس بڑی خوشخبری سے بڑی کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے؟

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (العمران: ۱۸۵)

پس جو بندہ جہنم کی آگ سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو جائے فَقَدْ فَازَ یقیناً یہ بندہ کامیاب ہوا، پس اس نے ایسی کامیابی پائی جس کے بعد ناکامی کا تصور تک نہیں ہوسکتا

اور یہاں جو الصّٰبِرِیْنَ کا لفظ آیا یہ صابر کی جمع ہے، جسکا معنی ہے صبر کرنے والا اور صبر کیا چیز ہے؟

صبر کی تین اقسام

تو سنو! صبر کے تین درجے ہیں الصبر عن المعصیة گناہ کرنے سے اپنے آپکو روکنا، بالفاظ دیگر ہر غیر شرعی کام کرنے سے بچنا۔حدیث شریف میں ایسے پاکباز بندے کو مجاہد کہا گیا ہے المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة اللّٰه مجاہد وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں نفس کے ساتھ جہاد کیا اسے گناہ کرنے سے روکا خواہشات کو ترک کر دیا تو یہی اصلی مجاہد ہے جسکو ایک حدیث شریف میں یوں تعبیر کیا رجعنا من الجهاد الا صغر الی الجهاد الا کبر، جہاد اصغر سے ہم واپس آگئے جہاد اکبر کی طرف، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد سے واپسی کے موقع پر فرمایا، مطلب یہ کہ نفس کے خلاف مجاہدہ کرنا ہوگا، رگڑنا ہوگا تا کہ اس کی صفائی وستھرائی ہو سکے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس:۹تا۱۰) کامیاب ہے وہ بندہ جس نے اپنے باطن (نفس) کورذائل اخلاق سے صاف کردیا اور ناکام و بے مراد ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو ناجائز خواہشات کے پورا کرنے سے گندا کر دیا۔

بہر حال یہ صبر کا پہلا مرتبہ ہے،دوسری قسم،الصبر علی الطاعة نیکیوں پر صبر کرنا یعنی نیکی کمانا ایک دشوار کام ہے،نفس پر بلا وجہ بوجھ ہوتا ہے، نیکی کی طرف امادہ نہیں ہوسکتا اب جتنے بھی شریعت کے احکام ہیں نفس انکی ادائیگی کی طرف بمشکل مائل ہوتا ہے،لیکن بایں ہمہ وجوہ نیکیوں پر جم جانا ،صوم وصلوة کا پابند رہنا جہاد فی سبیل اللہ میں جانا، حج وعمرہ کرنا وغیرہ نفس پر شاق ہوتا ہے، لہٰذا ان کاموں پر کاربند ہونا،صبر کا دوسرا مرتبہ ہے یہ بھی بہت مشکل کام ہے لیکن جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان کر دے اس لئے ان لوگوں کیلئے بھی یہی خوشخبری ہے، جسکا پہلے ذکر ہوا اور ایسے لوگوں کا لقب عابد ہے۔

تیسری قسم صبر الصبر علی المصیبة کسی ناگوار واقعے پر صبر کرنا ہم تو صبر اس آخری معنی کے اعتبار سے سمجھتے ہیں اس صبر کی بھی وہی فضیلت ہے جو آیت کے شروع میں گزری فرمایا اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ

مصیبت کیا چیز ہے؟

مصیبت کیا چیز ہے؟ امام قرطبی نے فرمایا ہے المصيبة كل ما يؤذالمؤمن ويصبه مصیبت ہر وہ شے ہے جو کسی مؤمن کو پہنچے اور اسے پریشان اور مغموم کر دے ،روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ گل ہوا تو فوراً فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ درمنثور میں روایت ہے:

أن مصباح رسول الله انطفأ ذات ليلة فقال اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن فقيل أمصيبة هی يا رسول الله! قال نعم كل ما اذ المؤمن فهو مصيبة(قرطبی)

ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بجھ گیا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن فرمایا کسی نے

عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ مصیبت ہے فرمایا ہاں! ہر وہ چیز جو کسی مؤمن کے لئے باعث تکلیف ہو وہ مصیبت ہے''

اسی طرح کی ایک روایت بخاری شریف میں بھی ذکر ہے کہ:

عن ابی سعید الخدریؓ مایصیب المؤمن من وصب ولا نصب ولا سقم ولاحزن حتی الھم یھمه الا کفر به سیئاته

مسلمان کو جو رنج یا غم یا حزن یا کچھ تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی بیماری اور پریشانی پہنچتی ہے اسکے بدلے اللہ تعالیٰ بندے کی سیئات اور گناہ معاف فرما دیتا ہے کہ اس دنیا میں اسکا بدلہ اور آخرت میں اسکا اجر عطا فرماتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن پڑھنے کا اثر

یہاں تک کہ احادیثوں میں ذکر آیا ہے کہ اگر کسی مسلمان بندے کو مصیبت تو بہت پہلے پہنچی تھی اور عرصہ دراز کے بعد اس مصیبت کا تذکرہ کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن پڑھتا ہے اور اسے اتنا ہی اجر لکھا جاتا ہے جتنا کہ مصیبت کے وقت کہنے کیوجہ سے اجر ملا تھا۔ابن ماجہ کی روایت ہے:

عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أصيب بمصيبة فاحدث الشر جاعا وان تقادم عهدها كتب الله له من الاجر مثله يوم اصيب

فاطمہ بنت حسینؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے پھر وہ اس مصیبت کا تذکرہ کرتا ہے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن پڑھتا ہے اگرچہ اسکا کافی وقت گزر گیا ہو تب بھی اسے وہی اجر ملتا ہے جو اس سے مصیبت کے وقت پڑھنے پر ملا تھا۔

ابو سنانؒ کا واقعہ مصیبت

امام قرطبیؒ نے تفسیر قرطبی میں ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے ابو سنانؒ فرماتے ہیں کہ جب میرا بیٹا سنان فوت ہوا اور ابو طلحہ خولانیؒ بھی قبر کے کنارے بیٹھے تھے جب میں نے قبر سے باہر نکلنے کا اردہ کیا تو میرا ہاتھ پکڑ کر ابو طلحہ خولانیؒ نے مجھے لوگوں سے الگ ہو کر فرمایا:

حدثني الضحاك عن ابی موسى أن النبی صلى الله عليه وسلم قال اذا مات ولدا لعبد قال الله لملائكته أقبضتم ولد عبدی؟ فيقولون نعم فيقول أقبضتم

ثمرہ خئودہ؟ فیقولون نعم فیقول فماذا قال عبدی فیقولون حمدك واسترجع فیقول اللّٰہ تعالیٰ بنو العبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد۔

مجھے ضحاک نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے حوالے سے ذکر فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان لے لی! کیا تم نے میرے بندے کے دل کا ثمر اور پھل اٹھا لیا! تو وہ کہتے ہیں ہاں! پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ پھر میرے بندے نے اس مصیبت پر کیا اظہار کیا تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیری حمد بیان کیا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اس مصیبت زدہ بندے کے لئے جنت میں گھر بنا لو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کونسی ہوسکتی ہے؟

مصیبت کے فوراً بعد صبر اور اس کی فضیلت

لیکن یہ خوشخبری ان لوگوں کے لئے ہے جو مصیبت کے فوراً بعد صبر کر کے استرجاع پڑھ لے اور مصیبت کو اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان تصور کرلیں اور اس پر صبر کر کے دل تھام لے کوئی نہ زیبا لفظ منہ سے نہ نکالے بے صبری یا شکوہ شکایت نہ کریں، تب یہ عظیم اجر وثواب جنت میں بنگلے کی صورت میں اس کو مل جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے الصبر عند صدمۃ الاولی کسی بوڑھیا کا بچہ فوت ہو چکا تھا وہ واویلا کر رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو بڑھیا کو تسلی دی اس نے کہا بیٹا فوت ہوا ہے کیسے صبر کرلوں؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے جا چکے تو کسی نے بوڑھیا سے کہا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر تم صبر کیوں نہیں کرتی؟ کہنے لگی اب صبر کرتی ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبر عند صدمۃ الاولی مصیبت پر صبر کرنے کا اول وقت ہوتا ہے بعد میں تو مجبوراً صبر ہی ہوسکتا ہے صبر نہ کریں تو کیا کریں؟

صبر اور اس کا بدلہ

صحیح مسلم شریف میں روایت ہے :

عن ام سلمۃؓ قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول، مامن مسلم تصیبۃ مصیبۃ فیقول ما اکرہ اللّٰہ عزوجل اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن اللھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منھا الا اخلف اللّٰہ لہ خیرا منھا۔

ام سلمہؓ ارشاد فرماتی ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب کسی بندہ مسلم

کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اس پر یہ بندہ درجہ ذیل کلمہ پڑھ لے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا الا اخلف اللّٰہ له خیرا منھاتو اللہ اس بندے کو اس مصیبت کا نعم البدل عطا فرماتے ہیں جو فوت شدہ شے سے بہتر ہوگا،

ام سلمہ کی مصیبت پر صبر اور اس کا بہترین بدلہ

تفسیر ابن کثیر میں ہے ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرا شوہر ابو سلمہ انتقال کر گئے تو میں نے یہی کچھ کیا جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جب میری عدت کے ایام یعنی چار ماہ اور دس دن گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے کاشانہ پر تشریف لائے حالانکہ میں یہی سوچ رہی تھی کہ ابو سلمہ سے بہتر مجھے کیا اچھا بدلہ ملے گا ؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت لے کر تشریف لائے اور میں اس وقت چمڑا رنگ کر رہی تھی، ہاتھ دھو کر آپ کے لئے کھجور کے لیف کا تکیہ رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہو گئے فخطبنی الی نفسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے مجھے پیغام نکاح دیدیا لیکن جب آپ اپنے گفتگو سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ کی طرف کیوں رغبت نہ ہوگی لکنی امراۃ غیرۃ شدیدۃ ، فاخاف ان تریٰ منی شئا فیعذبنی اللّٰہ به یعنی میں سخت غیرت اور غصیلی عورت ہوں خدانخواستہ مجھ سے کوئی قصور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف سرد ہو جائے یا کوئی نا گواری دیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ اس کے بدلے مجھے عذاب دیں، دوسری بات یہ کہ وانا امراۃ دخلت فی السن میری عمر بھی گزر گئی ہے یعنی پکی عمر کی عورت ہوں، تیسری بات یہ کہ وانا ذات عیال کہ میں عیال دار عورت ہوں، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اما ما ذکرت من الغیرۃ فسوف یذھبھا اللّٰہ عنك یعنی تو نے جو غیرت اور غصے کا ذکر کیا یہ تو عنقریب اللہ ختم کر دے گا واما ما ذکرت من السن اور دوسری بات جو تم نے عمر کے بارے میں کہی فقد اصابنی مثل الذی اصابك تو یہ واقعہ بھی میرے ساتھ ہوا ہے یعنی میں بھی کچھ جوان تھوڑی ہوں واما ما ذکرت من العیال فانما عیالك عیالی اور جو تو نے عیالداری کا ذکر کیا تو تیرا عیال میرا ہی عیال ہے، یہ سب باتیں سن کر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اس کے بعد ام سلمہؓ فرماتی ہے ابدلنی اللّٰہ بأبی سلمة خیر منه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مجھے اللہ تعالیٰ نے ابو سلمہؓ کے بدلے بہتر شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطاء فرمایا۔

بہر حال یہ سب کچھ صبر کا نیک بدلہ تھا اللہ تعالیٰ ہم اور آپ سب کو مصائب اور پریشانیوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

(قسط ۱۶) حضرت مولانا نور محمد ثاقب*

اُصولِ حدیث

علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات

(یہ کتاب دارالکتب المصریہ مصر میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔)

۷۳۷. " الدُّرَر البهيّة فى شرح المنظومة البيقونيّة " (فى مصطلح الحديث) تأليف الشّيخ العلّامة محدّث الشّام المرشد الصّالح القدوة تذكرة السَّلَف و بركة الخَلَف أبى المعالى بدرالدّين محمّد بن يوسف بن عبدالرّحمٰن بن عبدالوهّاب بن عبدالله بن عبدالملك بن عبدالغنى الحَسَنىّ المراكشىّ البيبانى ، المغربىّ الأصل ثمّ الدّمشقى ، الحنفىّ القادرى ، المولود بِدمشق سنة ١٢٦٧هـ ، المتوفّٰى بِها سنة ١٣٥٤هـ۔

۷۳۸. " شرح القصيدة الغراميّة " (فى مصطلح الحديث) تأليف الشّيخ العلّامة محدّث الشّام المرشد الصّالح القدوة تذكرة السَّلَف و بركة الخَلَف أبى المعالى بدرالدّين محمّد بن يوسف بن عبدالرّحمٰن بن عبدالوهّاب بن عبدالله بن عبدالملك بن عبدالغنى الحَسَنىّ المراكشىّ البيبانى ، المغربىّ الأصل ثمّ الدّمشقى ، الحنفىّ القادرى ، المولود بِدمشق سنة ١٢٦٧هـ ، المتوفّٰى بِها سنة ١٣٥٤هـ۔

۷۳۹. " رسالة فى سند صحيح البخارى " تأليف الشّيخ العلّامة محدّث الشّام المرشد الصّالح القدوة تذكرة السَّلَف و بركة الخَلَف أبى المعالى بدرالدّين محمّد بن يوسف بن عبدالرّحمٰن بن عبدالوهّاب بن عبدالله بن عبدالملك بن عبدالغنىّ الحَسَنىّ المراكشىّ البيبانى ، المغربىّ الأصل ثمّ الدّمشقى ، الحنفىّ القادرى ، المولود بِدمشق سنة ١٢٦٧هـ ، المتوفّٰى بِها سنة ١٣٥٤هـ۔

---

* سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سپریم کورٹ آف افغانستان، وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

٧٤٠. " حَسَنات الأخبار ، المعروف بـ / تاريخ الحديث " (بِالأرديّة) تأليف الشّيخ الفاضل أبى الكمال مولانا قاضى عبدالصّمد صارم بن مولانا قاضى ظهور الحسن ناظم بن مولانا محىّ الدّين، السّيوهاروىّ البجنورىّ الهندى ، الحنفى ، فاضل الجامعة دارالعلوم ديوبند ،ركن الإدارة العِلميّة بِحيدرآباد ، دكن ۔ فَرَغَ من تأليف هذا الكتاب فى رجب سنة ١٣٥٤ھ.

(یہ کتاب دہلی، ہندوستان سے ۱۳۵۴ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٧٤١. " معجم شيوخ القزوينى " لِلشّيخ العلّامة المحدّث ياسر بن حمزة بن الحُسَين بن محمّد بن العبّاس بن شعيب الأنصارىّ الحاتمىّ القزوينىّ الحنفى ، المولود بِقزوين سنة ١٢٩٦ھ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ھ.

٧٤٢. " فيض المَلِك المُغيث فى مُسَلْسَلات دُرَر الحديث " تأليف الشّيخ العلّامة ، المُسنِد ، الرّاوية ، المؤرّخ ، البحّاثة ، النّسّابة أبى الفيض و أبى الإسعاد عبدالسّتّار بن عبدالوهّاب بن خدايار بن عظيم حُسَين يار بن أحمديار ، المباركشاهوى ، البكرى الصدّيقى ، الهندىّ الدّهلوى ثمّ المكى ، الحنفى ، المولود بِمكّة سنة ١٢٨٦ھ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ھ.

٧٤٣. " سرد النّقول فى تراجم الفحول " تأليف الشّيخ العلّامة ، المُسنِد ، الرّاوية ، المؤرّخ ، البحّاثة ، النّسّابة أبى الفيض و أبى الإسعاد عبدالسّتّار بن عبدالوهّاب بن خدايار بن عظيم حُسَين يار بن أحمديار ، المباركشاهوى ، البكرى الصدّيقى ، الهندىّ الدّهلوى ثمّ المكى ، الحنفى ، المولود بِمكّة سنة ١٢٨٦ھ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ھ.

٧٤٤. " ذيل حصر الشّارد من أسانيد محمّد عابد " تأليف الشّيخ العلّامة ، المُسنِد ، الرّاوية ، المؤرّخ ، البحّاثة ، النّسّابة أبى الفيض و أبى الإسعاد عبدالسّتّار بن عبدالوهّاب بن خدايار بن عظيم حُسَين يار بن أحمديار ، المباركشاهوى ، البكرى الصدّيقى ، الهندىّ الدّهلوى ثمّ المكى ، الحنفى ، المولود بِمكّة سنة ١٢٨٦ھ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ھ.

٧٤٥. " معجم شيوخ الدّهلوى " (فى مُجلّدين ضخمين) لِلشّيخ العلّامة ، المُسنِد ، الرّاوية ، المؤرّخ ، البحّاثة ، النّسّابة أبى الفيض و أبى الإسعاد عبدالسّتّار بن عبدالوهّاب بن خدايار بن عظيم حُسَين يار بن أحمديار ، المباركشاهوى ، البكرى الصدّيقى ، الهندىّ الدّهلوى ثمّ المكى ، الحنفى ، المولود بِمكّة سنة ١٢٨٦ھ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ھ.

٧٤٦. " فتح الرؤوف ذى المِنَن فى تراجم علماء خُتَن " تأليف الشّيخ المحدّث الفقيه المؤرّخ الزّاهد أبى الفضل محمّد ابراهيم بن مُلّا سعدالله بن عبدالرّحيم بن عبدالعليم الفضلىّ الخُتَنى ثمّ

المدنی ، الحنفی ، المولود فی " قرة قاش " فی (خُتَن) بِتركستان الشّرقيّة سنة ١٣١٤ھ ، المتوفّٰی بِالمدينة المنوّرة سنة ١٣٨٩ھ ، دفين البقيع۔

٧٤٧. " ثَبَتُ عائشة بنت طاهر سنبل " لِلشّيخة الصّالحة العابدة ستّ النّساء المُسنِدة أمّ طاهر عائشة بنت أبی الجمال طاهر بن عمر بن عبدالمحسن بن محمّد طاهر بن محمّد سعيد بن محمّد سنبل القرشیّ المدنیّ الحنفی ، المولودة بِالمدينة المنوّرة سنة ١٣٤٠ھ ، المتوفّاة سنة ١٤١٥ھ ،... و حَدَّثَتْ أواخر عمرها فی الحرمَيْن ، و جدّة ، و ثغر الإسكندريّة ، و استجازها جماعة من العلماء أجلّهم الشّيخ عبدالفتّاح أبوغُدّة رحمه اللّٰه۔

٧٤٨. " تحقيق " جواب الحافظ عبدالعظيم المُنْذِریّ المصری عن أسئلةٍ فی الجرح و التعديل " لِلعلّامة المحدّث الفقيه الأصولیّ الأديب المُسنِد الشّيخ عبدالفتّاح أبی غُدّة الحَلَبیّ الحنفی ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فی السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦ھ ، المتوفّٰی بِرياض قُبيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧ھ ، دفين المدينة المنوّرة۔

(یہ کتاب مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب، شام سے پہلی بار ۱۴۱۱ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٧٤٩. " الرّسول المعلّم صلی اللّٰہ عليه وسلم و أساليبهٗ فی التّعليم " تأليف العلّامة المحدّث الفقيه الأصولیّ الأديب المُسنِد الشّيخ عبدالفتّاح أبی غُدّة الحَلَبیّ الحنفی ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فی السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦ھ ، المتوفّٰی بِرياض قُبيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧ھ ، دفين المدينة المنوّرة۔

(یہ کتاب بیروت، لبنان سے پہلی بار ۱۴۱۷ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٧٥٠. " مسانيد الإمام أبی حنيفة و عدد مرويّاته من المرفوعات و الآثار " تأليف الشّيخ الفاضل المحقّق مولانا محمّد أمين بن تاج الدّين الاَوْرَكْزئی ، الحنفی المولود سنة ١٣٦٥ھ ، المتوفّٰی شهيدًا يوم الخميس ، العشرين من جمادی الثّانية سنة ١٤٣٠ھ. (یہ کتاب مولفؒ کا وہ مقالہ ہے جو کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے تخصص فی الحدیث میں لکھا تھا۔ جسے اُن کے شیخ اور اُستاذِ خاص محدّث العصر حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے ''مصر'' میں طبع کر کے شائع کروایا۔)

یہاں تک بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَعَوْنِہٖ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی سات سو پچاس (۷۵۰) تالیفات وتصنیفاتِ معتبرہ کا تذکرہ ہوچکا، باقی ماندہ دیگر تالیفات و تصنیفات کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

یورپ بیداری سے پہلے

یورپ مسلمانوں کو جاہل و ناخواندقوم ہونے کا طعنہ دیتاہے،اوراس کی ذمہ داری اسلام پر ڈالتاہے،حالانکہ یہ وہی یورپ ہے ،جس نے مسیحیت کی ماتحتی میں ہزار سالہ مدت ایک ان پڑھ قوم کی حیثیت سے بسر کی ہے،جس میں یورپ کے بڑے بڑے لیڈر ان پڑھ اورجاہل تھے۔ لاویس رامبو (LavisseEtRambaud)اپنی کتاب''تاریخ عام''(HistoireGenerate)میں کہتاہے:

''انگلینڈ ساتویں صدی عیسوی سے لیکر دسویں صدی عیسوی تک انتہائی غریب اورپسماندہ تھا، خارجی دنیا سے بالکل کٹاہواتھا، وحشت وبربریت اور درندگی کا دور دورہ تھا،مکانات کچی مٹی کے بنائے جاتے تھے،مہلک امراض اوروبائیں عام تھیں،انسان جانوروں سے بھی گیاگزرا تھا، سردار قوم بھی اپنی پوری فیملی کے ساتھ ایک چھوٹے جھونپڑے میں رہتا تھا،پورایورپ اس وقت گھنے جنگلات پر مشتمل تھا، زراعت وکاشتکاری نہ ہونے کے برابر تھی، خانہ جنگی ،قتل وغارتگری اورلوٹ کھسوٹ کابازار گرم تھا، پیرس اورولندرامیں مکانات گھاس پوس کے ہوتے تھے،جن میں نہ کھڑکیاں ہوتیں ،اورنہ کمرے، بستر اور چٹائی کاوجود نہ تھا۔مرد، خواتین اور بچے غرض پوری فیملی ایک چھوٹے اورتنگ وتاریک کمرہ میں رات گزارتی تھی، اوراسی میں پالتو جانوروں کوبھی ٹھہراتے تھے، وہاں نہ سڑکیں تھیں ، نہ نالیاں اورنہ ہی چراغ اورنہ روشنی کاکوئی سامان''

مؤرخ ڈریپر(Draper John William) کہتاہے:

''یورپ میں جہالت کادوردورہ تھا،اوہام وخرافات کی حکمرانی تھی ، علاج ومعالجہ سب مقدس مقامات کی زیارت پر منحصر رہ گیاتھا،فن طب مردہ ہوچکاتھا، جوگیوں اورشعبدہ بازوں کی دکانیں چمک اٹھی تھیں۔''

رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) لکھتاہے:

''پانچویں صدی سے لے کر دسویں صدی تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی، اور یہ

تاریکی تدریجاً زیادہ گہری اور بھیانک ہوتی جارہی تھی، اس دور کی وحشت وبربریت زمانہ قدیم کی وحشت وبربریت سے کئی درجہ زیادہ بڑھی چڑھی تھی، کیونکہ اس کی مثال ایک بڑی تمدن کی لاش کی سی تھی، جو سڑ گئی ہو، اس تمدن کے نشانات مٹ رہے تھے، اور اس پر زوال کی مہر لگ چکی تھی، وہ ممالک جہاں یہ تمدن برگ وبار لایا، اور گزشتہ زمانہ میں اپنی انتہائی ترقی کو پہنچ گیا تھا، جیسے اٹلی، فرانس وہاں تباہی، طوائف الملو کی اور ویرانی کا دور دورہ تھا۔“

میکسم پٹی (Maxime Petit) اپنی کتاب ”تاریخ عام“ میں لکھتا ہے:

”پرانی دنیا گیارہویں صدی عیسوی میں دو حصوں میں منقسم تھی، مغرب اور مشرق، مغرب چھوٹے چھوٹے بے حیثیت شہروں پر مشتمل تھا، جہاں کسانوں کی جھونپڑیاں اور بے ہنگم گھر تھے، قلعوں کی تعمیر میں کسی فنی اصول کی رعایت ملحوظ نہ رکھی گئی تھی، وہاں قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا، رہزنی وقزاقی کے خوف سے دس قدم بھی چلنا دوبھر تھا، دوسری طرف مشرق میں قسطنطنیہ، قاہرہ، دمشق وبغداد کے سے عظیم الشان آباد وپررونق شہر تھے، جو اپنے حسن ودلکشی اور جاذبیت ودلبرائی میں الف لیلائی دنیا کے شہر معلوم ہوتے، یہاں قیمتی پتھروں اور سنگ مرمر کے مکانات تھے، مساجد ومدارس، اسکول، تربیتی مراکز اور خانقاہوں کی کثرت تھی، بڑے بڑے پررونق بازار تھے، جگہ جگہ وسیع اور سایہ دار باغات کا انتظام تھا، نظام آب پاشی تھا، جس کی وجہ سے کھیتیاں اور باغات سرسبز وشاداب تھے، تجارت شباب پر تھی، تاجر نہایت اطمینان کے ساتھ اسپین سے ایران تک کا سفر کرتے تھے“۔

سنیوں بوس (Sanyo Boss) کہتا ہے:

”عالم اسلام اور بیزنطینی دنیا مغربی دنیا سے خوشحالی، حسن نظام اور روشنی علم وہنر میں ممتاز اور فائق تھے، خود نصرانی اپنے اندر تہذیبی وتمدنی نقص اور کمی محسوس کرتے تھے، اور مشرق کی علمی وتمدنی ترقی سے مبہوت تھے، ان میں جس کو پڑھنے کا شوق ہوتا، وہ دنیائے عرب کا رخ کرتا، وحشی اور غیر متمدن نصرانی، متمدن مسلمانوں کا گہوارہ علم وہنر اور جائے امن وامان میں جنگ اور تجارت دو راستوں سے داخل ہوئے“

پانچویں صدی ہجری میں جب صلیبی مشرق میں داخل ہوئے، اور مسلمانوں کے متمدن اور منظم شہر دیکھے تو ان کی حیرت کی انتہاء نہ رہی۔

خلیفہ عباسی ہارون رشید کا معاصر یورپی شہنشاہ اعظم شارلیمان جس وقت ناخواندگی اور جہالت کی

تاریکی میں تھا،عرب علماء بغداد اورقرطبہ میں فلسفہ،علوم وفنون اورادبیات کے میدان میں نئے نئے گوشے واکررہے تھے،نادرتحقیقات پیش کررہے تھے،اوریونانی ،کلدانی پہلوی،عبرانی زبانوں سے علوم عربی زبان منتقل کئے جارہے تھے،عباسی خلیفہ منصور کیلئے عجمی زبان سے عربی میں ترجمے کئے گئے،ارسطا طالیس کی منطق ، ہندسہ،فلکیات کے موضوع پر کتابوں کا ترجمہ کیا گیا، یونانی ،پہلوی ، فارسی اورسریانی،زبانوں سے قدیم کتابوں کوعربی میں منتقل کیا گیا، یہ کتابیں عام لوگوں کے سامنے پیش کی جاتیں تووہ ان کوحاصل کرکے ان کے مطالعہ میں غرق ہوجاتے۔

یورپی امراء وسلاطین میں جہالت اورناخواندگی کے عموم کی وجہ سے ان میں بربریت ودرندگی غالب تھی ،وہ قیدیوں کوقتل کردیتے ہیں،عورتوں کی آنکھیں پھوڑدیتے ، ان کی ناک ، کان کاٹ لیتے ، درندگی اورقساوت قلبی کی یہ حالت چودہویں اور پندرہویں عیسویں تک قائم رہتی ، وہ معمولی معمولی بات پر سالہاسال لڑتے رہتے،ان کا مقصد زندگی صرف اورصرف لوٹ کھسوٹ تھا، تاجروں کوسرراہ روک لیتے ،ان کوقیدی بنالیتے اوران کوسخت اذیت پہنچاتے۔

ڈوزی(Dozy) لکھتاہے:

> یورپ میں لوگ جہالت کی تاریکی میں سرگراں تھے،انہیں کہیں روشنی نظرنہیں آتی ، روشنی توصرف مسلمان کی طرف سے آرہی تھی،علوم وفنون ،ادبیات ،فلسفہ،وصنعت اورزندگی کے دیگر میدانوں میں امت اسلامیہ رہبری کررہی تھی ،بغداد ،سمرقند، بصرہ ، دمشق ، قیروان ، مصر،ایران ،غرناطہ،اورقرطبہ،علم ومعرفت ، کے عظیم مراکز تھے،مملکت اسلامیہ میں چھوٹے مدرسے اورمسجدیں بھی بڑے بڑے کتب خانوں سے معمورتھیں جہاں ہرشخص کوپڑھنے کی اجازت تھی ، جبکہ یورپ کے مرکزی شہردیہاتوں کی طرح تھے، جہاں نہ تو علم تھا، اورنہ آبادی،یورپ مادی،ادبی،تہذیبی ،اورعلمی ہراعتبار سے بڑاپسماندہ تھا۔

ایک انگریز مؤرخ کہتاہے:

> ’’اسلامی اندلس میں اس وقت گھرگھرعلم کا چرچا تھا، جب کہ مسیحی دنیا میں بجز چندافراد کے کوئی لکھنا پڑھنا نہ جانتا تھا‘‘۔

رابرٹسن(Robertson) لکھتاہے:

> ’’پندرہویں صدی عیسوی کی ابتداء میں اندلس کے بہت سے شہر یورپ کے باقی شہروں سے زیادہ آباداورمالامال تھے،عربوں نے اپنے دورحکومت میں اپنے زیراثر شہروں میں

کارخانے اور انڈسٹریاں قائم کیں۔“

مسلمانوں کے ملک علمی و تعلیمی اداروں سے آباد تھے، جہاں اہل علم کا انتخاب مذہب کے بجائے ان کی علمی صلاحیت اور ان کے اختصاص کی بنیاد پر ہوتا تھا۔

گیبن (Gibben) لکھتا ہے:

”صوبوں کے مسلمان گورنر اور وزراء علم اور اہل علم کی خدمت، اکرام، اسکولوں، تعلیمی اداروں کی دیکھ بال، اور نادار طلبہ کی کفالت میں امراء اور بادشاہوں سے مقابلہ کرتے تھے، اس تنافس سے تحصیل علم کا ذوق وشوق عام ہوگیا، اور اس طرح سمرقند و بخاری سے لے کر فارس اور قرطبہ تک لوگوں میں پڑھنے لکھنے کا عام چلن ہوگیا اور تعلیم تعلم محبوب مشغلہ بن گیا، نظام الملک طوسی نے ایک سال میں بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تعمیر وترقی میں دوسو ہزار دینار خرچ کیے، اس میں پڑھنے والوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔“

گستاؤلی لیبان (Gustave lebon) لکھتا ہے:

یورپ میں جہالت وناخواندگی کی تاریکی طویل عرصہ سے چھائی چلی آرہی تھی، گیارہویں بلکہ بارہویں صدی عیسوی میں علم کی طرف کچھ میلان شروع ہوا، جب بعض روشن دماغ یورپین میں یہ احساس پیدا ہوا، کہ جہالت کے کفن کو اتار پھینکا جائے، تو عربوں کا رخ کیا، اور ان سے کسب فیض حاصل کیا، اس لئے کہ عرب ہی اس زمانہ میں علم وفن کے رہبر وسرچشمہ تھے۔

۱۱۳۰ء میں پادریوں کے سربراہ ریمونڈلل کی نگرانی میں دارالترجمہ قائم ہوا، جس نے مشہور عرب مصنفین کی تصنیفات لاطینی زبان میں منتقل کی، اس کے بعد عربی سے لاطینی اور یورپ کی دیگر زبانوں میں ترجمے شروع ہوئے، اس طرح یورپ ایک نئی دنیا سے روشناس ہوا، لاطینی زبان میں صرف رازی، ابوالقاسم اور ابن رشد ہی کی تصنیفات ترجمہ نہیں ہوئیں، بلکہ یونانی حکماء اور فلاسفہ مثال کے طور پر جالینوس، بقراط، افلاطون، ارسطو، اور بطلیموس کی وہ کتابیں بھی لاطینی زبان میں منتقل ہوئیں، جن کو مسلمانوں نے اپنی عربی زبان میں منتقل کیا تھا۔

ایک انگریز مؤرخ کے مطابق مغرب نے صرف طب میں ۳۰۰ کتابیں عربی سے لاطینی زبان میں منتقل کیں۔

تیرہویں صدی میں اٹلی میں ان تعلیم یافتہ افراد کی بڑی تعداد جمع ہوگئی تھی، جنھوں نے اندلس میں عربی اور اسلامی تہذیب وتمدن سے واقفیت حاصل کی تھی، چنانچہ اس طرح عربی زبان کی مدد سے یورپ

ارسطو اور اس کی تصنیفات سے واقف ہوا، اور یہ واقفیت عربی زبان میں کئے گئے ترجموں کی مدد سے ہوئی یہ عرب ترجمے اور عربی کتابیں، طویل عرصہ تک یورپ کے ان کالجوں اور دانش گاہوں میں شامل نصاب رہیں جو عربی مدارس کے طرز پر قائم کئے گئے تھے۔

جرمن مستشرقہ ڈاکٹر زیگرڈ ہونکہ شمس الاسلام تطلع علی الغرب (مغرب پر اسلام سورج طلوع ہو رہا ہے) میں رقمطراز ہیں:

''چھ صدیاں پہلے پورے یورپ میں صرف پیرس کے میڈیکل کالج میں ایک چھوٹی لائبریری تھی جس میں صرف ایک کتاب تھی اور وہ بھی ایک عرب مصنف کی یہ بڑی قیمتی اور پراز معلوم تھی، اس وقت کے سارے نصرانیوں کے بادشاہ لوئس یازدہم نے ایک مرتبہ اس کتاب کو عاریۃ لینا چاہا تو اسے بھی بطور ضمانت ایک خطیر رقم جمع کرنا پڑی، لوئس کا مقصد یہ تھا کہ اس کے پرائیوٹ معالجین اس کتاب کی ایک نقل تیار کرلیں تا کہ جب بھی بادشاہ سلامت کو عارضہ اور کوئی بیماری لاحق ہو تو اس کی طرف رجوع کیا جاسکے یہ کتاب کیا ہے، ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا، اس میں ۹۲۱ء تک تک کے تمام قدیم یونانی طبی علوم جمع کردئے گئے ہیں۔''

مزید لکھتی ہیں:

''رازی نے میڈیکل سائنس اور طبابت کے موضوع پر جو ضخیم اور عظیم کتاب تصنیف کی ہے، وہ یورپ میں ۱۴۹۸ء۔۱۴۶۶ء چالیس مرتبہ طبع ہوئی اس میں نقرس، پتھری مثانہ، گردے اور بچوں کے امراض کے متعلق بحث کی گئی ہے، اور یہ اپنے موضوع پر حجت اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔''

آگے لکھتی ہے:

''اگر ہم یہ کہیں تو اس میں کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں کہ یورپ نے تقریباً تین سو سال تک صرف اور صرف عربوں کی ہی تصنیفات اور تحقیقات پر کلی اعتماد کیا ہے۔''

میسولیٹری لکھتے ہیں:

''اگر تاریخ میں عرب منصۂ شہود پر نمودار نہ ہوتے تو علوم وفنون اور تہذیب وتمدن میں یورپ کی بیداری کئی صدی اور مؤخر ہوجاتی۔''

خود اہل مغرب نے اس کا اعتراف کیا ہے اور بیداری سے پہلے اپنی علمی محرومی اور تعلیمی پسماندگی کا تذکرہ کیا ہے اس وجہ سے اس زمانہ (۵۰۰ء۔۱۱۰۰ء) تاریک دور (Dark Age) شمار کیا ہے۔ (جاری ہے)

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی*

ولی اللّٰہی نہج پر ایک نئی تفسیری کاوش!

تفاسیر امام لاہوریؒ : مولانا سمیع الحق کا ایک قابلِ تحسین کارنامہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

اما بعد! قرآن کریم حق تعالیٰ شانہٗ کا معجزاتی کلام ہے، اس کے اعجاز کا ایک متواتر ثبوت یہ بھی ہے کہ قرنِ اول سے تاحال اس کلام معجز کے اسرار وحکم اور معانی ومطالب کے بحر ذخار سے علماء راسخین اپنے اپنے دامن بھرتے چلے آرہے، مگر کوئی بھی اس بحر ذخار کی تہہ تک رسائی کا دعویٰ نہیں کرسکا، لاکھوں کی تعداد میں تفاسیر وجود میں آنے کے باوجود کوئی یہ نہیں کہہ سکا، نہ کہہ سکتا ہے کہ قرآن کے عجائب وغرائب میں میری کوشش ہی انتہاء ہے، باوجودیکہ بعض خاصانِ الٰہ پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے افاضۂ خاص کا معاملہ بھی رہا۔

ہاں! یہ ضرور ہوا کہ ہرلاحق نے سابق کی تعبیر وتاویل کے لیے انداز والفاظ کی ندرت کا سہارا لینے کی کوشش بہرحال جاری رکھی۔ یہ سلسلہ جب بارہویں صدی ہجری میں ہندوستان میں داخل ہوا تو مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) کے ذریعہ قرآن کریم کی تفہیم کے منفرد انداز متعارف ہوئے۔ حضرت شاہؒ نے قرآن کریم کی تفہیم، تعبیر اور تاویل کے لیے سابقہ تفسیری اسالیب سے ہٹ کر قرآن میں تدبر واعتبار کا ایک ایسا انداز دیا جو نہ صرف قرآنی تعبیر کی نئی نہج تھی، بلکہ قرآنی تعبیر کے لیے کسی نئی نہج کی گنجائش کا عملی ثبوت بھی تھا، تاہم آپ کی اختیار کردہ نئی نہج کی جدت کے مسلّم بننے کے لیے تعبیر وبیان تک محدود ہونے کی شرط یہاں بھی نظر انداز نہیں رہی، بلکہ آپ کی آراء، تأویلات اور توجیہات کو مقام حجت پر ماننے کے لیے اہل علم نے باقاعدہ شرط رکھی خود شاہ صاحبؒ کی وصیت بھی تھی کہ آپ کی آراء قبولِ اخبار کے مسلمہ اصولوں اور روایات کے اعتباری معیارات سے متصادم نہ ہوں۔

* مشرف شعبۂ تخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

چنانچہ اس نہج پر حضرت شاہ صاحبؒ کی محنت ِ شاقہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی خاص رہنمائی ومعونت شامل حال رہی اور شاہ صاحبؒ کا قرآنی تدبر واعتبار کسبی علوم پر مستزاد، وہبی ولدنی علوم سے آراستہ وپیراستہ بھی رہا، جسے حضرت شاہ صاحبؒ فرطِ جذبات میں تجلیاتِ ربانیہ سے استفاضہ اور براہِ راست تلمذِ قرآنی سے تعبیر فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: اس طریق سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام عزیز کے ایسے عجائب وغرائب مجھ پر منکشف فرمائے ہیں جو شاید اس سے قبل بہت کم لوگوں پر منکشف ہوئے ہوں، مثلاً: تأویل، توجیہ، تنقیح علوم خمسہ، خواص القرآن اور ’’فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن‘‘ میں تقریب، تخصیص اور تعمیم وغیرہ کا التزام شاہ صاحبؒ کا منفرد امتیاز ہے۔ (الفوز الکبیر)

شاہ صاحبؒ کے اس بیان سے یہ درس ملتا ہے کہ عجائب قرآنیہ تک رسائی کے لیے کسبی ووہبی علوم کا دروازہ وسیع تر ہے۔ ان عجائب قرآنیہ کو کسی بھی نئے تعبیری ظرف میں محفوظ ومنتقل کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ قرآنی اعجاز کا مظہر بھی ہے۔

ہر چند حضرت شاہؒ نے جب قرآن حکیم کو اپنے غور وفکر کا محور بنایا تو اس کی بدولت ہندوستان میں یہ سنتِ حسنہ قائم ہوئی کہ قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کو مستقل دینی مشغلہ کے طور پر اپنانا قرآن حکیم کا لازمی حق ہے، چنانچہ آپ کے اس تفسیری ذوق کو آپ کے نامور صاحبزادگانِ گرامی نے بھی خوب خوب نبھایا، آپ کے فارسی ترجمہ قرآن ’’فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن‘‘ کے تقریباً ۵۵ر سال بعد آپ کے فرزند ارجمند شاہ عبدالقادر دہلویؒ (متوفی: ۱۲۳۰ھ) نے موضح القرآن کے نام سے ۱۲۰۵ھ میں بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا جو قرآن کریم کا سب سے اولین اردو ترجمہ تھا، ترجمہ کے ساتھ مختصر ضروری فوائد بھی رقم فرمائے تھے۔ یہ ترجمہ بامحاورہ ہونے کے باوجود مدلولِ قرآنی کے قریب تر ہے، مدلولِ قرآنی کو محاورۂ زبان پر قربان کرنے کی خرابی سے مبرّا ہے۔

دوسرا ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلویؒ (متوفی: ۱۲۳۳ھ) نے کیا جو تحت اللفظ ترجمہ تھا، یہاں ترجمہ کے لفظ کو قرآن کے لفظ کے قریب رکھنے کا اہتمام ملحوظ رہا، تاکہ کم استعداد والے لوگ لفظی ترجمہ بآسانی سمجھ سکیں۔ اسی دور میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (متوفی: ۱۲۳۹ھ) نے ۱۲۰۸ھ میں فارسی زبان میں قرآن کریم کی مبسوط تفسیر لکھنا شروع کی جو حقائق ومعارف میں بلاشبہ امام رازیؒ کی تفسیر کبیر کے ہم پلہ تھی، مگر وہ پوری نہ ہوسکی، اس کا کچھ حصہ تفسیر عزیزی کے نام سے متداول ہے۔ الغرض ہندوستان میں ترجمہ وتفسیر کا سنگ بنیاد حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے صاحبزادگانِ گرامی نے رکھا۔ پھر یہ فکر حضرت شیخ الہندؒ کی طرف منتقل ہوئی اور اُنہوں نے مالٹا کی قید کے دورِ تنہائی کے مراقبوں اور

سوچوں کے بعد یہی نتیجہ اخذ کیا کہ امت کو راہِ زوال سے واپس لانے کے لیے قرآن حکیم کو اپنی تدریسی محنتوں کا محور بنانے کی ضرورت ہے، اس فکر باکرامت کے نتیجہ میں آپ نے دورانِ قید ہی قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر لکھنا شروع فرمایا، جو بعد میں آپ کے نامور شاگرد حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تکمیل کے ساتھ متعارف ومتداول ہوا۔

اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ کے ایک اور نامور شاگرد حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ۱۳۲۵ھ میں بیان القرآن لکھی، جسے اردو تفاسیر میں وہی مقام حاصل ہے جو عربی تفاسیر میں تفسیر جلالین کو حاصل ہے، جو اپنی افادیت، جامعیت اور مقبولیت میں ثریٰ سے ثریا تک پہنچ گئی ہے۔ (ابتدائیہ، معارف القرآن، حضرت کاندھلویؒ)

قرآن کریم کو مستقل جداگانہ امتیازی اہمیت کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کا رواج جب عام ہوا اور اہل علم واصحاب دانش نے حضرت شیخ الہندؒ کی تشخیص کے مطابق امت کو راہِ زوال سے بام ترقی کی طرف لانے کے لیے قرآنی تعلیم، درسِ قرآن اور ترجمہ وتفسیر کی اہمیت کا جہاں ادراک کیا، وہاں اس اہم کام کی آڑ لے کر تجدد پسندوں کی ایک بڑی کھیپ نے قرآن کریم کو اپنے تجدد پسندانہ مغربی یا استشراقی افکار کی تخریج وتبلیغ کا ذریعہ بھی بنالیا، جس کے نتیجے میں اعتزالِ قدیم نئی تعبیر کے ساتھ فکری وباء بننا شروع ہوگیا۔ اس سلسلے میں حمید الدین فراہی کا مدرسۃ الاصلاح اور سرسید احمد خان کا مکتبِ فکر طاقت ور فکری وعلمی اور فلسفی فتنے کے طور پر رونما ہوئے جنہوں نے قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کے نام پر تأویل وتحریف کا فریضہ نامرضیہ ادا کیا اور قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب وتمدن سے ہم رنگ یا تابع محض ثابت کرنے کی خدمت انجام دی۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے بقول ان آزاد مفسروں کی ہمہ تن یہ کوشش رہی کہ لفظ عربی ہوں اور معنی مغربی ہوں اور یورپ کے ملحدین کے خیالات کو قرآن کے نام سے مسلمانوں میں پھیلایا جائے۔ یہ گروہ قرآن کریم کا مترجم اور مفسر نہیں، بلکہ یورپ کے نفسانی تمدن کا مترجم ہے۔ حضرت کاندھلویؒ اپنی معارف القرآن کی تالیف کا مقصد بھی یہ بتاتے ہیں، اس فتنہ سے مسلمانوں کو بچایا جائے، آپ کی کوشش رہی ہے کہ مغربیت وعصریت کے نفسانی تقاضوں سے مرعوب ہوکر قرآن کریم کے مدلول اور مفہوم کو نہ بدلا جائے۔

نیز فراہی صاحب، خان صاحب اور اس ڈگر کے جدت پسند مغربی افکار کے علمبرداروں سے دفاع کے لیے علماء دیوبند میں سے مولانا عبد الحق حقانی دہلویؒ (متوفی: ۱۳۳۶ھ، ۱۹۱۷ء) نے اکابرِ دیوبند کی ہدایت پر ''فتح المنان فی تفسیر القرآن'' المعروف بہ ''تفسیر حقانی'' لکھی، اور مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ

نے ''تفسیری ماجدی'' میں مغرب زدہ لوگوں کے افکارِ کاسدہ اور تحریفاتِ باطلہ کی نشان دہی کو خاص ہدف بنایا، ان کے علاوہ خود دارالعلوم دیوبند میں تقریباً ۱۳۴۸ھ میں مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآن عظیم) کے نام سے باقاعدہ مستقل شعبہ قائم کیا گیا تھا، جس کا مقصد قرآن حکیم کے معارف ومحاسن، اسرار وحکم اور احکام وآداب کو تعبیر کی جدت وسہولت کے ساتھ عام کرنا تھا، نیز عصری مسائل کو قرآن حکیم کی روشنی میں حل کرنا اور قرآن حکیم سے رہنمائی وروشنی حاصل کرنے کی ترغیب اور امنگ پیدا کرنا ہدف تھا۔

اس شعبہ کے لیے حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے زیرنگرانی مختلف اکابر نے کام کیا، پھر اسی فکر کے تحت دار العلوم دیوبند اور اس کے طرزِ تعلیم سے وابستہ مدارس میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس کی طرح باقاعدہ شیخ التفسیر کا ایک عہدہ مقرر تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے پہلے شیخ التفسیر کے طور پر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا نام ملتا ہے۔ آپ ۱۹۲۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے دوران فجر کے بعد نودرہ میں درسِ قرآن دیتے تھے۔ درمیان میں کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند سے علیحدگی کے بعد دوبارہ ۱۹۳۹ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور حضرت قاری محمد طیب کی دعوت پر دوبارہ شیخ التفسیر کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہوئے۔

ہمارے حضرت بنوریؒ ڈابھیل اور پھر ٹنڈو الٰہ یار میں ابتدائی طور پر شیخ التفسیر کے عہدے سے مصروفِ خدمت رہے تھے، حضرت بنوریؒ نے اپنی تألیف لطیف يتيمة البيان فی مقدمة مشكلات القرآن میں تفسیر کے بنیادی اصول وآداب کے علاوہ تفسیر کے جدید وقدیم مناہج میں سے مفید ومضر تفاسیر کی نشاندہی کے لیے کئی تفاسیر اور ان کے تفسیری اسلوب کا تعارف بھی کرایا ہے، بالخصوص ہندوستان کے مفسرین اور ان کی تفاسیر کا سیر حاصل تذکرہ فرمایا ہے، جس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہندوستان میں قرآن حکیم کی تفسیری خدمت کی معیاری کوششوں کے علاوہ تحریفی کاوشیں بھی بہ مقدارِ وافر رہی ہیں۔ تفسیر کے نام پر تحریف قرآن کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لیے علماء دیوبند نے جہاں تحریری وتقریری انداز میں قرآن حکیم کے الفاظ ومعانی کی حفاظت کا فرض نبھایا، وہاں مستقل تدریسی مشغلہ اور ''دورۂ تفسیر'' کے نام سے بھی خدمات انجام دیں۔

متحدہ ہندوستان میں ولی اللّٰہی انداز میں قرآن کریم کو اپنے تدبر واعتبار کا محور بنانے والوں میں ایک نامور ہستی مولانا عبیداللہ سندھیؒ بھی گزرے ہیں، جو اپنے تحریکی مشاغل اور ان کے اثرات کے باوجود وہ اس کوشش میں سرخرو ہوکر گئے کہ قرآن کریم کو مستقل طور پر دیگر علوم ومعارف سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ آپ کی یہ فکر آپ کے تفسیری ذوق اور فکری شعور کے ساتھ حضرت لاہوریؒ کے اس سوز وگداز سے

درج ہوگئی جو سوز انہیں حضرت شیخ الہندؒ اور اکابر دیوبند سے منتقل ہوا تھا، چنانچہ حضرت امام لاہوریؒ نے تقریباً ۱۹۲۱ء میں لاہور میں دورۂ تفسیر کا باقاعدہ آغاز فرمایا، جس میں دیوبند اور دیگر مدارس کے فضلاء شریک ہوتے تھے۔ (پرانے چراغ، ندویؒ)

آپ کے تلامذہ نے آپ کے دورۂ تفسیر کی جو خصوصیات ضبط فرمائی ہیں، ان میں روایتی تفسیری انداز کی نمایاں خصوصیات، ربطِ سور، ربطِ رکوعات، ربطِ آیات، خلاصۂ مضامین، مضامین کے عناوین، اسبابِ نزول کی نشان دہی اور تذکیر کی مختلف جہات کے علاوہ خاص امتیازی بلکہ الہامی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے قرآن کریم کو ایک نظری کتاب سے زیادہ عملی دستورِ حیات کے طور پر سمجھانے کی تحلیلی انداز میں کوشش فرمائی تھی، جس کا حاصل یوں بنتا ہے کہ قرآن کریم ایک مسلمان کی عملی زندگی کو تین جہات سے احاطہ کرتا ہے: انفرادی زندگی، عائلی زندگی اور تمدنی زندگی جس کی تعبیر حضرت شاہ ولی اللہؒ کے علوم سے یوں مستعار لی گئی ہے: تہذیب الاخلاق، تدبیرِ منزل اور سیاستِ مدنیہ، تہذیب الاخلاق کے زیرِ عنوان خالق ومخلوق کے باہمی تعلق اور اس کے لوازم سے بحث ہوتی ہے، تدبیرِ منزل کے تحت ان احکام وآداب کی نشان دہی کی جاتی ہے، جو مسلمان کے گھر اور اس کے متعلقات یعنی اقارب یا اجانب میں سے اہل دیوان، اہل محلّہ یا قریبی سوسائٹی سے متعلق ہوں، ایسے مباحث کو اجاگر کرنا تدبیرِ منزل کا معنون ٹھہرتا ہے۔

مسلمان انفرادی زندگی سنوار کر جب عائلی زندگی اور سماجی زندگی میں مثبت قدم رکھتا ہے تو اس کی اگلی منزل ریاستی ہے، جسے انسان کے سماجی عروج کی آخری منزل بھی کہتے ہیں، اس مرحلے کے لیے قرآنی تعلیمات کی نشاندہی ''سیاستِ مدنیہ'' کے زیرِ عنوان کی جاتی ہے، اس میں قوم وملت کی ریاستی زندگی کے طور طریقے بتائے جاتے ہیں۔ اس پر مستزاد حضرت شاہؒ کے ہاں قرآنی علوم کی خماسی تقسیم یعنی علم الاحکام، علم المخاصمة، علم التذكير بآلاء الله، علم التذكير بايام الله اور علم التذكير بالموت وما بعد الموت ' کا استعمال واستفادہ بھی حضرت لاہوریؒ کے درس اور درسی افادات میں مناسب انداز سے جھلکتا ہے۔

بہرکیف! قرآن حکیم کو جب اس تطبیقی، ترکیزی، تحلیلی اور استنباطی انداز سے پڑھا اور پڑھایا جائے تو یقیناً یہ انداز قرآن کریم کی جامعیت اور عالمگیر افادیت کا عملی ثبوت ہوگا۔ درسِ قرآن کریم کی یہ خصوصیت دیگر شیوخِ تفسیر کے دور ہائے تفسیر میں شاید نہ مل سکے، اس لیے کیا ہی غنیمت ہوگی کہ حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات کو اس انداز سے منظر عام پر لایا جائے۔ یہ خدمت اُمتِ مسلمہ کے لیے بالعموم اور علماء وطلباء دین کے لیے بالخصوص تعلیمی وتدریسی میدان میں عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور

قرآن کریم کے دروس کے نام پر بعض فرسودہ عنادی طرزِ تفسیر اور عامیانہ تجدد پسندی کی لغویانہ حرکتوں سے نجات بھی مل جائے گی، ان شاء اللہ!

ہمیں یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی اور ہم اس خوشی میں دیگر علماء وطلباء کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت لاہوریؒ کے دورۂ تفسیر سے مستفید ہونے والوں میں سے آپ کے ایک نامور شاگرد، پاکستان کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم بھی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ عملی مشاغل اور سیاسی ہنگامہ آرائی کی زد میں رہنے کے باوصف، علمی دنیا کے بلند مقام سے نواز رکھا ہے، جسے محض حق تعالیٰ شانہٗ کا فضل اور مولانا موصوف کے عظیم، باکرامت ولی، پدرِمکرم مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ کی زندہ کرامت ہی کہا جاسکتا ہے۔

انہوں نے حال ہی میں ہمارے بزرگ وشیخ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب زیدمجدہم کے نام ایک تفصیلی خط بھیجا، جس کے ہمراہ حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات کے مسوّدے کا ابتدائی نمونہ بھی شرفِ نظر بنا، اس مراسلت کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم نے ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوریؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا تھا، دورانِ درس آپ کے تفسیری افادات کو جمع بھی فرماتے رہے جو ایک مجموعہ کی شکل میں محفوظ ہوگئے تھے، اس مجموعہ کو مرتب ومدون کرنے کا دیرینہ داعیہ جب روبعمل ہونے لگا، تو اس مجموعہ کے سن تسوید سے دو چار سال قبل اور دو چار سال بعد کی املی سے استفادہ بھی کیا گیا اور حسبِ ضرورت حضرت لاہوریؒ کے مطبوعہ علمی افادات سے راہ نمائی بھی لی گئی۔

اس طرح یہ مجموعہ بحمد اللہ! تیار ہوچکا ہے۔ توقع ظاہر کی گئی ہے کہ محنتِ شاقہ کا یہ ثمرہ تقریباً پندرہ جلدوں میں منظرِ عام پر آئے گا، جسے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے الہامی ولدنی افادات سے آراستہ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے الاعتبار والتاویل سے معمور ہونے کا منفرد اعزاز حاصل ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس معتمد ومستند طریق سے جب ہمیں حضرت امام شاہ ولی اللہؒ اور حضرت سندھیؒ کے افادات وافکار پڑھنے کو ملیں گے تو ان بزرگوں کے نام پر فکرِ ولی اللّٰہی جیسے نیم جان فتنوں کی دروغ بافنگی کے تاروپود اُدھڑ جائیں گے، ان شاء اللہ! وهو الموفق لكل خير وميسّر لكل عسير

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقهٖ سيدنا محمد وعلىٰ آلهٖ وصحبهٖ أجمعين

ابوعکاشہ مفتی ثناء اللہ ڈیروی*

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی اپنے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے عقیدت

اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازا، ایک بات یاد رکھیں حضرت ہمیشہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اساتذہ کی محبت عطا فرمائی، آپ حیران ہوں گے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ، بانی ومہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، وہ حضرت کے دارالعلوم دیوبند کے استاد تھے، حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ حضرت کے کیسے جلیل القدر استاد تھے، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ کتنے بڑے استاد تھے، حضرت مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الادب حضرت کے استاد ہیں، بڑے بڑے اساتذہ ہیں، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المعقول، وہ حضرت کے استاد ہیں، بڑے بڑے اساتذہ ،لیکن وہ بڑے بڑے اساتذہ ہندوستان میں رہ گئے تھے یا اللہ کے ہاں چلے گئے تھے،حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ میں تھے، ہم چھوٹے چھوٹے تھے اوروہ مشکلات کا زمانہ تھا، سہولتوں کا زمانہ نہیں تھا، بسوں کے، ریل کے لمبے لمبے سفر' حضرت والد صاحبؒ اکوڑہ خٹک تشریف لے جاتے تھے، حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک بازار کی ایک مسجد میں امام تھے، مدرسہ الگ تھا اور مسجد الگ تھی، اس مسجد کو میں نے بھی دیکھا ہے ،اس زمانے میں تو نہیں' اس کے بعد دیکھا ہے تو اسمیں صفیں چٹائی کی، حضرت اس مسجد میں تشریف لے جاتے اوردس دس ،بارہ بارہ دن وہاں رہتے ......مقصد صرف اپنے استاد کی زیارت اور ملاقات اور کچھ نہیں، عشق تھا۔

---

* استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم ،جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے صاحبزادے ہیں اوروفاق المدارس کے نائب صدر بھی ہیں، انہوں نے ابھی تعزیت کے ایام میں مجھے سنایا کہ ملتان وفاق کے مرکز میں اجلاس تھا،وفاق کے حوالے سے تو کافی مہمان تھے،دفتر چھوٹا تھا،رہائش کی بہت زیادہ جگہ نہیں ہے تودفتر والوں نے مولانا انوارالحق صاحب کی تشکیل رات کے آرام کے لئے حضرت والا کے کمرے میں کردی، جو حضرت کا مخصوص کمرہ ہے،صدر وفاق کے حوالے سے،چنانچہ مولانا انوارالحق صاحب فرماتے ہیں کہ میں وہاں چلا گیا،میرے لئے بستر کا بھی انتظام تھا،میری حضرت سے ملاقات ہوئی، باتیں بھی ہوئیں اس کے بعد میں چونکہ تھکا ہوا تھا اس لئے سوگیا، رات کو کسی وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ حضرت بیٹھے ہوئے ہیں اوران کی نشست سے اندازہ ہورہا تھا کہ وہ لیٹے نہیں ہیں۔ بیٹھے ہی رہے ہیں ،میں اٹھا اور حضرت سے پوچھا کہ حضرت! کوئی تکلیف ہے؟ فرمایا کہ نہیں تو!......میں نے کہاحضرت پھرسوتے کیوں نہیں؟ سوجائیں،تو فرمایا: میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی کہ میرا استادزادہ سورہا ہو اور میں بھی سورہا ہوں،میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اللہ اکبر

مولانا انوارالحق صاحب نے فرمایا کہ میں پھر روتا رہا کہ میری کیا حیثیت ہے،لیکن حضرت کی نظر تھی استاذ زادے پر۔ (بشکریہ ''الفاروق'' کراچی)

موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی نئی کاوش

دارالعلوم حقانیہ
اور
ردِقادیانیت

تحریک ختم نبوت 1953 سے 1974 اور 1986 تک مرحلہ وار تاریخ، اقتدار کے ایوانوں،قومی اسمبلی،سینٹ اور وفاقی مجلس شوریٰ میں دفاع ختم نبوت، ردِقادیانیت کا فیصلہ کن معرکہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ودیگر اساتذہ ومشائخ دارالعلوم حقانیہ کی سیاسی وآئینی جدوجہد،قومی اسمبلی وفاقی مجلس شوریٰ اورسینٹ میں طویل پارلیمانی جنگ،ملت اسلامیہ کا موقف، مولانا سمیع الحق کے سوالنامے کے جواب میں اقلیتی فیصلہ پر عالم اسلام کے جید علماء کرام کے تاثرات اور مستقبل کا لائحہ عمل، ماہنامہ 'الحق' اور قادیانیت کا تعاقب،منبر حقانیہ سے دفاع ختم نبوت اور ردِقادیانیت سمیت درجنوں آئینی اور قانونی مباحث ، پرمشتمل اپنی طرز کی منفرد کاوش......ایک عہد کی تاریخ......پہلی بار منظر عام پر ضخامت:۶۰۰صفحات قیمت:۳۰۰

مرتبین: مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی ، مولانا محمد اسرار مدنی

جناب ڈاکٹر قیصر علی*

دینی تحریکات میں ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت

صوبہ خیبر پختونخوا کے شعبہ انجینئرنگ کے نامور شخصیت جناب انجینئر ڈاکٹر قیصر علی صاحب، جہاں اپنے شعبے میں اپنی اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر ممتاز حیثیت کے حامل ہیں تو دوسری جانب دینی اصلاحی اور تصوف کے شعبوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص قبولیت سے نوازا ہے، چنانچہ جدید تعلیمی درسگاہوں، روشن خیال طبقوں اور عصری علمی حلقوں میں مختلف عنوانات سے وقتاً فوقتاً اصلاحی خطبات اور سوال و جواب کی مجالس کے انعقاد کے سلسلے میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ زیرنظر اصلاحی بیان بھی انہوں نے اسلامی جمعیت طلبہ کی دعوت پر شاہ ولی اللہ ہاسٹل نمبر۳، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور میں فرمایا۔ جس میں ایک بڑی تعداد میں یونیورسٹی کے طلباء نے شرکت کی۔ خطاب اور موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اسے نذر قارئین کیا جارہا ہے............(مدیر)

اس بابرکت محفل میں گفتگو کے آغاز سے پہلے آپ حضرات سے اپنا تعارف کرواتا چلوں، میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور کے سول ڈیپارٹمنٹ میں پروفیسر ہوں اور فائنل ائیر کے طلبہ کو سٹرکچر ڈیزائن کا کورس پڑھاتا ہوں اور تصوف کے معروف سلسلہ، سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ عالم اسلام کی مشہور شخصیت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ حضرت سید سلیمان ندویؒ تھے۔ جن کے ساتھ میرے دادا مرشد حضرت مولانا اشرف خان سلیمانیؒ پشاوری کا اصلاحی تعلق تھا۔ مولانا اشرف صاحبؒ پشاور یونیورسٹی میں اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین تھے۔ مولانا صاحبؒ رائے ونڈ تبلیغی مرکز کے بانی حضرت عبدالعزیز دعاجوؒ کے خلیفہ تھے جن کا تعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے سلسلے سے تھا۔ اس کے علاوہ مولانا صاحبؒ، مولانا فقیر محمد صاحب پشاوریؒ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کے بھی خلیفہ تھے۔ مولانا اشرف صاحبؒ اپنے اکابر کی طرح ایک بڑے عالم، کئی کتابوں کے مصنف اور تبلیغی جماعت کے پشاور مرکز کے عرصہ پچیس سال امیر رہے۔ میرے شیخ و مربی حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا اشرف صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ خیبر میڈیکل کالج میں پروفیسر

---

* پروفیسر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور

تھے اور شعبہ انوٹومی کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔آپ بھی تیس پینتیس سال تبلیغی جماعت سے وابستہ رہے۔ اس تعارف کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہ رہے کہ میرا تعلق کسی خاص سیاسی جماعت سے ہے۔

دین کے نشرواشاعت کے لئے چھ شعبے

آج مجھے اس بات سے نہایت مسرت اور خوشی ہوئی کہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ساتھیوں نے مجھے فہم القرآن کے سلسلے میں اس محفل میں بلایا، اس کے لئے میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔اس سے پہلے کہ میں فہم القرآن کے موضوع پر بات کروں میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ حضرات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آج کل مسلمانوں کو جہاں اور کئی مسائل کا سامنا ہے وہاں ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص یا جماعت دین کی اشاعت وفروغ کے لئے کام کر رہا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ دین کی سربلندی اور ترقی کے لئے محض وہ ہی کام کر رہا ہے کوئی دوسرا نہیں کر رہا، یا جس طریقے سے وہ کام کر رہا ہے وہی طریقہ درست ہے باقی سب کا طریقہ غلط یا غیر مؤثر ہے اوراس کی خواہش ہوتی ہے کہ سارے لوگ اپنا کام چھوڑ کر اس کے ساتھ ملکر کام کریں اورصرف اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگ جو دین کی خدمت کسی اور ذریعے سے کر رہے ہیں انکے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے۔حالانکہ یہ سب کم علمی اور ناسمجھی کی باتیں ہیں۔دراصل اشاعتِ دین یعنی دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشش کرنے کو ہم چھ بڑے شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ دعوت وتبلیغ، بیعت وتلقین، درس و تدریس،تصنیف وتالیف، قانون وآئین اورقتال (جہاد)۔

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

اشاعتِ دین کا پہلا شعبہ دعوت وتبلیغ کا ہے یعنی دین کا پیغام اورحق کی دعوت ساری دنیا کے انسانوں تک پہنچانا اور ان کو دین اسلام کی طرف مائل کرنا۔ میں دنیا کے کئی ممالک کا سفر کر چکا ہوں اور چونکہ انجینئرنگ کے شعبے سے تعلق رکھتا ہوں تو اکثر وپیشتر مختلف ممالک میں کانفرنسوں اور سیمینارز کے سلسلے میں جانا پڑتا ہے۔اس دوران میرے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ دین کے اس شعبے یعنی دعوت وتبلیغ کے میدان میں تبلیغی جماعت نے دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانے کے سلسلے میں بہت عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔اس شعبے میں کام کرنے والے مسلمان بھائیوں کی طویل کوششوں کی بدولت دنیا کے ہر ملک اور خطے میں کوئی نہ کوئی بندہ آپ کو ضرور ایسا ملے گا جس نے تبلیغی جماعت میں وقت لگایا ہوگا اور اب وہ اپنے علاقے میں دین کی محنت کرنے والوں کے لئے معاون و مددگار ثابت ہو رہا ہوگا،دنیا کے اکثر ممالک میں تبلیغی جماعت کے مراکز قائم ہیں جو نہ صرف وہاں بسنے والے مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا

کام کر رہے ہیں، بلکہ غیر مسلموں تک بھی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔تبلیغی جماعتیں دور دراز علاقوں میں جا کر وہاں کے لوگوں کے ساتھ دینی مسائل کے مذاکرے کرتی ہیں اور وہاں سے جو لوگ جماعت میں وقت لگاتے ہیں ان کی برکت سے پورے علاقے کی کایا پلٹ جاتی ہیں۔

احسان وسلوک کی ضرورت

اشاعتِ دین کا دوسرا شعبہ بیعت وتلقین یعنی تصوف ہے۔جس کو''تزکیہ نفس''یا''اِصلاح نفس''کا شعبہ بھی کہتے ہیں۔اس شعبے کا مقصد انسانوں کے دِلوں پر محنت کر کے اُن سے اخلاقِ رذیلہ(بری صفات) یعنی کبر، عجب، حسد، بغض، کینہ اور ریا نکال کر اُن میں اخلاق حمیدہ(اچھی صفات) یعنی اخلاص، تواضع، ہمدردی اور خیر خواہی پیدا کرنا ہے۔قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے فرائض میں سے ایک فریضہ تزکیہ بھی بیان ہوا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے،اور تمھیں پاکیزہ بناتا ہے،اور تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''(البقرہ:۱۵۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ابتدا میں دین کے سارے شعبے اکٹھے رہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ بعض حضرات نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری علوم کو زیادہ توجہ دی اور اُسے پھیلایا۔اُنھوں نے قرآنِ پاک کی آیات کی تلاوت اور قرآن وحدیث کی تعلیم کو اپنا مشغلہ بنایا، یہ حضرات بعد میں محدثین اور فقہا کہلائے، جبکہ بعض حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ تزکیہ نفس کو سنبھالا۔ان حضرات نے مسلمانوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کے پھیلانے کو اپنا مقصد بنالیا۔یہ حضرات بعد میں صوفیاء کہلائے۔صوفیائے کرام اللہ تعالیٰ کی محبت کے امین ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی جو دولت عطا کی تھی وہ اُن سے صحابہ کرامؓ کو ملی اور صحابہؓ سے تابعین کو ملی اور اس طرح سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔اسی کو ایک شاعر کہتا ہے......

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت ایک خانہ بہ خانہ، ایک سینہ بہ سینہ

صحبت شیخ کی اہمیت وضرورت

پرانے زمانے میں آگ جلانے کے لئے عام طور پر ماچس نہیں ہوا کرتی تھی۔ایک گھر کے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی لے کر دوسرے گھر والے اپنے چولہے میں رکھی ہوئی لکڑیوں کو جلا لیا کرتے،تو شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی آگ کے مانند ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی محبت کی اس دولت کو پانا

چاہتے ہیں تو یہ آپ کو کسی اللہ والے کی صحبت (Company) سے ہی ملے گی۔ یہ صرف کتابوں کے مطالعہ، انٹرنیٹ اور خالی خولی باتوں سے نہیں ملتی۔اسی کو ایک اور شاعر یوں بیان کرتا ہے......

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کا کوئی اور بھی طریقہ ہے؟ انھوں نے فرمایا ''بھائی ہمیں تو یہی طریقہ آتا ہے'' (یعنی کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرکے اپنی اصلاح کروانا اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا) تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مشائخ تصوف اور اولیاء کرام نے اشاعت دین کا بھرپور کام کیا ہے، برصغیر میں حضرت معین الدین چشتیؒ، خواجہ بختیار کاکیؒ، نظام الدین اولیاءؒ، شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ اور ہمارے دیگر حضرات نے دین کا جو کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان حضرات کے کارناموں کی تفصیل کے لئے کتاب تاریخ دعوت وعزیمت ملاحظہ کریں۔

دینی مدارس دین کے قلعے

دین کا کام کرنے کا تیسرا شعبہ مدارس کا ہے، دینی مدارس میں پڑھنے والے طلباء اور مدرسین نے اپنی ساری زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف کی ہوئی ہیں۔علماء دین کے محافظ اور انبیاء کے وارث ہیں اور مدارس دین کے قلعے ہیں۔ یورپ کے ایک ملک میسوڈونیا (مقدونیا) کے ایک مسلمان عالم شیخ ادریس سے میں نے پوچھا کہ آپ کے ملک سے یہ سب مساجد اور علماء دین آخر کیسے ختم ہوگئے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے روسی کمیونزم کا سیاہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہاں سے اسلامی تمدن اور مساجد وغیرہ ایک دن میں ختم نہیں ہوئے۔اس کام پر کمیونسٹوں نے کئی سال لگائے ہیں لیکن اس افسوس ناک عمل کی ابتداء انہوں نے اسلامی مدارس کے خاتمہ سے کی اور پھر آہستہ آہستہ سب کچھ ختم ہوگیا۔ کیونکہ مدارس کے خاتمہ سے نہ علماء کا وجود رہا اور نہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی اور تعلیم وتربیت کا کوئی مرکز اور ادارہ رہا۔تو چاہے سیاست ہو، دعوت تبلیغ ہو یا تصوف ہو جب علمائے حق نہیں ہوں گے تو حق و باطل کی تمیز نہیں رہے گی۔اور پھر یہ تمام سرگرمیاں اور کاوشیں بے فائدہ ہوکر رہ جائیں گی۔

تصنیف وتالیف اسلامی تعلیمات کا ذریعہ

چوتھا شعبہ تصنیف و تالیف کا ہے۔ اس شعبے سے تعلق رکھنے والے حضرات اپنی کتابوں اور تحریروں کے ذریعے سے معاشرے کی اصلاح اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کا کام کر رہے ہیں ۔ یہ شعبہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس کو ایک فقہی مسئلے سے سمجھ لیں وہ یہ کہ اگر اسلام کے خلاف کوئی کتاب

لکھی جائے تو تمام مسلمانوں پر اس کتاب کا جواب دینا فرضِ کفایہ ہے۔اور اگر کسی نے بھی جواب نہیں دیا تو سب گناہگار ہوں گے۔تصنیف وتالیف کے شعبے سے منسلک حضرات دین کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ اِنہی حضرات کی بدولت آج اسلامی تعلیمات کا وسیع ذخیرہ ہمارے پاس کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔جن میں احادیث کی مشہور کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ اور فقہ کی کتابیں شامل ہیں۔اسی طرح امام غزالیؒ کی لکھیں ہوئی کتابوں میں احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت جبکہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف میں ان کی لکھیں ہوئی تفسیر بیان القرآن اور مسائل کی کتابیں بہشتی زیور اور بہشتی گوہر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی تصنیفات فضائل اعمال اور فضائل صدقات تو پوری دنیا میں پڑھی جاتی ہیں۔ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں دوسری کتابیں ہیں۔ جو بھی یہ کتابیں پڑھتا ہے تو ان کے مصنفین کو اس کا اجر ملتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہمیں ایسے ملتے ہیں جن کی زندگی میں کوئی اچھی کتاب پڑھنے سے ایک انقلاب آجاتا ہے۔

سیاست ایک اہم فریضہ

پانچواں شعبہ سیاست کا ہے۔سیاست کے معنی ہیں حسن تدبیر سے انتظام چلانا یعنی ''اپنے آپ اور پوری قوم کو دنیا وآخرت کے تمام خطرات اور مصیبتوں سے بچا کر چلانا اور دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی دلوانا،معاشرے میں امن وامان اور عدل وانصاف کو قائم کرنا اور معاشرتی ناہمواری اور ظلم کو دور کرنا''۔الحمدللہ آج بھی سیاست کے میدان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاص کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ان حضرات کا وجود رحمت ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ اسمبلی میں جب کوئی خلاف دین بل پیش کیا جاتا ہے تو یہ حضرات اس کی مخالفت کرتے ہیں۔اسی طرح مختلف اوقات میں دینی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اپنے بل اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔ یہ کام سیاست سے باہر رہتے ہوئے کرنا انتہائی مشکل ہے۔

قتال وجہاد دین کی حفاظت وسربلندی کا وسیلہ

چھٹا شعبہ قتال (جہاد) کا ہے۔ جہاد، جدوجہد اور کوشش کو کہتے ہیں جس کی انتہا قتال ہے یعنی دین کی حفاظت اور سربلندی کی خاطر کفار سے لڑنا اور اپنی جان کی بازی لگا دینا۔تاریخ اسلام جرأت و بہادری اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا تن من لٹانے کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ جب بھی کفار اشاعت دین کی راہ میں رکاوٹ بنے ہیں یا انھوں نے اسلامی سرحدات پر یلغار کی ہے تو اللہ کے شیروں نے ان کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔اور اللہ کی راہ میں شہادت کو دل و جان کی راحت کا سامان سمجھا ہے۔جب بھی ایسا موقع آئے تو اس وقت سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جان کو اس کی رضا کی

خاطر قربان کر دینا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔اس وقت سے لے کر آج تک جب بھی جہاد کا موقع آیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں نے ہر موقع پر سرفروشی کی داستانیں رقم کیں ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا ،اسی کو شاعر یوں کہتا ہے......

سلام اس پر کہ جسکے نام لیوا ہر زمانے میں بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

دین اسلام کے یہ سپاہی جہاں جہاں گئے ہیں وہاں انہوں نے اپنے بہترین اخلاق سے لوگوں کے دل جیتے ہیں اور ان کو دین اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔

چھ شعبوں میں توافق

یہ دین کی محنت کے چھ شعبے ہیں، آج یہ ساری باتیں اِسلئے آپ کی خدمت میں پیش کی تا کہ آپ اِس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ دین کی اشاعت اور پھیلاؤ کے یہ سارے شعبے بہت بڑا کام کر رہے ہیں کسی ایک شعبے کا دوسرے شعبے سے مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ،جس طرح آج کل ہو رہا ہے۔تبلیغی جماعت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب دعوت وتبلیغ کا کام بڑھ کر ترقی کر جائے گا تو خود بخود ایک انقلاب اور تبدیلی آجائے گی،اور یہ کہ اگر کوئی دین کا کام ہو رہا ہے تو وہ صرف ہم ہی کر رہے ہیں۔ دوسرے شعبوں والے یا تو کام ہی نہیں کر رہے اور اگر کر بھی رہے ہیں تو غلط سمت میں کر رہے ہیں۔بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ تبلیغ کا پہلے وجود نہیں تھا اور یہ اب سوڈیڑھ سو سال سے شروع ہوا ہے تو یہ رائے اور طرز فکر ایک بہت بڑی غلطی ہے،پہلی بات تو یہ ہے کہ تبلیغ صرف سہ روزے اور چلّے کا نام نہیں جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے بلکہ دین کی کسی بھی بات کو شرعی لحاظ سے درست طریقہ اختیار کر کے کسی دوسرے تک پہنچانا تبلیغ ہے، اور دوسری بات یہ کہ آج کل کی مروجہ تبلیغی ترتیب جو بہت مبارک اور مؤثر ترتیب ہے،آج سے سوڈیڑھ سو سال پہلے شروع ہوئی۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے تبلیغ کا کوئی نظام ہی نہیں تھا،نہیں، بلکہ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہی میں شروع ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس تن تنہا بھی دین کی تبلیغ کی ہے اور صحابہ کرامؓ کے وفود بھی بنا کر مختلف علاقوں میں بھیجے ہیں۔اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین سے ہوتے ہوئے یہ سلسلہ جاری رہا اور ہمارے اکابر،اولیاء کرام اور علماء عظام دنیا کے کونے کونے میں جا کر دعوت وتبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیتے رہے، خود ہمارے ہاں ہندوستان و پاکستان میں پہلے پہل چشتیہ سلسلے کے بہت بڑے ولی اللہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تشریف لائے اور ہندوستان میں توحید کی شمع روشن کی۔ اور پھر جب خدا کو منظور ہوا مولانا الیاسؒ کے ذریعے سے موجودہ ترتیب شروع کردی۔

مستی احوال، گفتار و کردار میں تطابق نہ تقابل

اسی طرح تصوف میں بعض نام نہاد صوفی صرف روحانیت کی رٹ لگاتے ہیں اور شریعت کی اتباع کی بجائے صرف احوال و کیفیات کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں، ایسے لوگ ہرگز قابل اتباع نہیں۔ انھیں کے بارے میں اقبال کہتا ہے۔

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار
وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

کچھ لوگ تصوف اور تبلیغ کا آپس میں مقابلہ کرتے ہیں۔حالانکہ ان میں کوئی مقابلہ آرائی نہیں،تبلیغ کی موجودہ ترتیب صوفیا کی محنت کا نتیجہ ہے۔دعوت وتبلیغ کی مثال سکول یا کالج کی سی ہے جہاں ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے اور تصوف کے شعبہ کی مثال یونیورسٹی کی ہے جہاں اعلیٰ تعلیم اور پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔دونوں کی افادیت اپنی اپنی جگہ ہے۔اگر کوئی یہ کہے کہ سکول اور کالج کی ضرورت نہیں تو یہ اس کی غلط فہمی ہے اور اگر کوئی یونیورسٹی کو بیکار سمجھے تو یہ اس کی بیوقوفی ہے۔

حسب استطاعت دینی کام کے مساعی

اسی طرح سیاسی جماعتوں کے کارکن یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا کام سب سے اعلیٰ ہے، کیونکہ ہم ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں،اور سیاست میں کام کرنے والے بعض لوگوں کا یہ تصور ہے کہ جب ہماری حکومت آجائے گی تو ہم شریعت کو نافذ کریں گے اور جیسے بھی ہو بس ہماری حکومت آجانی چاہئے، یہ تصور درست نہیں ہے۔اس ضمن میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ غزوہ بدر کا واقعہ ہے کہ حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد حضرت یمانؓ مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کیلئے آرہے تھے۔کفار نے انھیں روک لیا اور ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے جواب میں حقیقت حال بتائی تو کفار نے اُن سے کہا کہ ہم اِس وعدہ پر آپ کو مسلمانوں کے پاس جانے دیں گے کہ اگر آج ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو آپ ہمارے خلاف لڑائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ان دونوں حضرات نے وعدہ کر لیا کہ وہ جنگ میں حصہ نہیں

لیں گے۔ جب یہ دونوں حضرات دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو اپنا واقعہ سنا کر کہنے لگے کہ چونکہ کفار کی تعداد زیادہ ہے اسلئے ہمیں بھی جہاد میں جانے کی اجازت دے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تاریخ ساز جواب دیا ہے کہ ہم اللہ کا حکم پورا کرنے کیلئے میدان میں آئے ہیں، ہار اور جیت سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ اِس لیے آپ دونوں نے چونکہ کفار سے وعدہ کرلیا ہے اسلئے وعدہ نبھایا جائے گا اور آپ اِس جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔

ہر دینی کام میں خلوص نیت کی ضرورت

آج ہم نے ایڑی چوٹی کا زور صرف اِس بات پر لگایا ہوتا ہے کہ جس طریقے سے بھی ہو ہماری حکومت آنی چاہئے۔ یہ طریقہ درست نہیں۔ انسان کو اپنے وسائل اور بس کے مطابق خلوص نیت سے کام کرنا چاہئے۔ نتیجہ تو اللہ کی مرضی اور حکم پر منحصر ہے۔ اس لیے دین کا کام کرتے ہوئے شریعت کے مطابق عمل کریں یہ نہ ہو کہ سیاست میں کام کرنے والا یہ سوچ کر دوستوں کے ساتھ فلم دیکھنے جائے کہ بدلے میں یہ لوگ میری جماعت کو ووٹ دینگے۔ یا تبلیغ والا کہے کہ میرے ساتھ چلنے پر جائیں گے۔ یہ شیطان کا بہکاوا ہے۔ آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق شریعت کی حدود کے اندر کام کرتے رہیں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے شعبوں میں کام کرنے والوں کیلئے دل میں محبت اور خیر خواہی کے جذبات رکھیں اور یہ سمجھیں کہ یہ تو ہمارا ہی کام کر رہے ہیں۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر مگر علم کے ساتھ

آج جو ہم سب اِس ہاسٹل میں اِس مبارک مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں اِنہی ہاسٹلوں میں سے ایک ہاسٹل میں ایک طالب علم کو موسیقی سننے پر جان سے مار دیا گیا۔ فائنل ایئر کے جو طلبہ میرے شاگرد تھے میں نے اُن سے یونیورسٹی میں پوچھا کہ اگر اِس مارے جانے والے طالبعلم کی جگہ آپکا اپنا سگا بھائی ہوتا تو کیا آپ اُسکو بھی اِسی طرح قتل کر دیتے جس طرح اُس کو مار دیا گیا۔ جواب میں انھوں نے کہا کہ کبھی نہیں بلکہ ہم اسے سُدھرنے کا موقع دیتے، تو میں نے اُن سے کہا کہ میری ایک بات غور سے سنو اور اِس پر ہمیشہ سوچ بچار کرتے رہو وہ یہ کہ کوئی بھی شخص یا گروہ ڈنڈے کے زور پر کبھی بھی اسلام نافذ نہیں کر سکتا، امر بالمعروف ونهى عن المنكر دین کا پورا ایک شعبہ ہے اُسکی تفصیل کسی عالم سے پوچھیں اور سمجھیں، آپ لوگ تو دین کے نام پر اپنی آخرت خراب کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کسی عالم اور مفتی صاحب سے پہلے پوچھیں کہ ہاسٹل میں ایک طالبعلم ٹیپ رکارڈر پر گانے بجاتا ہے اِس کے بارے میں ہماری رہنمائی کریں۔ یہ تو نہیں کہ ہر آدمی ہاتھ میں ڈنڈا اُٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا کسی بھی بات پر لوگوں کو قتل کرتا پھرے، یہ تو اسلام نہیں، جب سیاست والے دین کی اصل روح کو چھوڑ دیتے ہیں تو پھر یہی ہوتا ہے جس کو اقبال کہتے ہیں: ع جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی (جاری ہے)

مولوی حزب اللہ جان حقانی
خادم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم حقانیہ کی روداد تقریب ختم بخاری شریف

بروز جمعرات ۱۳۔اپریل ۲۰۱۷ء بمطابق ۱۴۳۸ھ

خالق کائنات رب مازال ولم یزل نے جب انسانوں کی یہ بستی بسائی تو جہاں ان کے لئے بیشمار نعمتوں کا انتخاب وسامان کیا تو وہاں ان کی ہدایت کا بھی بندوبست کیا،اس مقصد کے لئے نبوت کا سلسلہ چلایا اورعلوم نبوت کوختم نبوت کے صدقے ہدایت کے مراکز یعنی مدارس میں جمع کیا،ان مدارس کی ایک کڑی ام المدارس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ہے، جو ہرسال تقریباً ڈیڑھ ہزار علماء کوامت کی دینی تربیت کے لئے مہیا کرتا رہتا ہے، امسال بھی ۱۳؍اپریل بروز جمعرات بمطابق ۱۶؍رجب ۱۴۳۸ھ کو دارالعلوم حقانیہ کا اکہتر واں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا، جس میں ملک کے عوام وخواص،علماء وزعماء صلحاء اور مشائخ وحکماء نے ایک کثیر تعداد میں شرکت کی۔اس بار تقریب دستار بندی دارالعلوم کی نئی زیرتعمیر عظیم الشان مسجد کے صحن میں پہلی مرتبہ منعقد ہوئی ،اس پرنور و پرشکوہ محفل ونادی کے انتظامات کی اعلیٰ ذمہ داری صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع نے ترتیب دی تھی ،جبکہ دیگر انتظامات حضرت مولانا حافظ شوکت علی صاحب ،مولانا قاری شفیع اللہ صاحب ، مولانا فیض السلام، مولانا انعام الحق ،مولانا راحت اللہ اورمولانا سعید اللہ ،ناظم عالمگیر خان ،حاجی مسعود،اور جعفرشاہ صاحبان نے سرانجام دیئے،جبکہ اسٹیج سیکرٹری کی خدمات اور مجمع کا جوڑ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے دائیں باز وحضرت مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔

اس بابرکت تقریب کا آغاز متعلم قاری ظہور الحسن صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، اور إذا ذُکرت ذکرت معنی کے تحت مولانا عبدالحکیم سجاد نے بعد التلاوۃ نعت رسول مقبولؐ پیش کی اس دوران قائد جمعیت،نمونہ اسلاف، ماوی صلحاء، مرجع علماء، مرکز زعماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم ڈائس پرجلوہ افروز ہوئے تو پورے مجمع نے کھڑے ہوکر ترحیبی نعروں سے استقبال کیا۔پھر دارالعلوم کی خدمات پر سراج الحق سراج صاحب کا منظوم کلام ان کے شاگرد رشید جناب نورالامین صاحب نے پیش کیا۔

بعدازاں حضرت مولانا حامد الحق صاحب کے بیٹے محمد احمد اور مولانا سید یوسف شاہ صاحب کے بیٹے محمد احمد شاہ کو حضرت مہتمم صاحب نے رسمِ بسم اللہ کا آغاز سورہ الفاتحہ سے فرمایا۔ اس کے بعد حضرت نائب مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب کو کلمات تشکر کے لئے دعوت دی گئی تو آپ نے فرمایا:

کلمات تشکر شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم أما بعد فأعوذباللّٰہالسمیع العلیم من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہالرحمن الرحیم وأما بنعمة ربك فحدث، صدق اللّٰہ مولانا العظیم وبلغنا رسوله النبی الکریم

میرے محترم علمائے کرام ،طلبائے عظام، وزرائے کرام اور علاقے کی دین دوست و مذہب پرست مسلمانو! آپ سب کو دارالعلوم آنے پر خوش آمدید کہا ،الحمدللہ آج دارالعلوم کا ۷۱واں دستار بندی ہے، جبکہ ابتداء محلے کی ایک چھوٹی مسجد میں ہوئی تھی آج ایک عظیم الشان ادارے کی شکل میں آپ کے سامنے میں جو وطن عزیز کے نظریاتی قلعے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کے فنڈ سے نہیں چلتے بلکہ حکام یا اعلیٰ افسران جب ٹی وی چینل یا ٹیبل ٹاک پر بیٹھتے ہیں، تو مدرسہ ومسجد کی مخالفت ہی سے شروع کرتے ہیں، واللہ! اگر یہ مدارس نہ ہوتے تو وہ پاکستان سے اندلس بنالیتے، جہاں جامعہ قرطبہ اور الحمراء وغیرہ تھے، آج وہی مدارس کیا بلکہ نماز تک کی اجازت نہیں، شام ،عراق، اردن اور الجزائر میں برائے نام مسلمانی ہے، وہ وطن عزیز سے بھی اسی طرح ایک لادینی ملک بنانا چاہتے ہیں، مگر یہ آپ دینداروں ،دین دوستوں اور دین پر جان نثار کرنے والوں کی برکت ہے کہ ہر سال وفاق المدارس میں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح ہزاروں فضلاء اور فاضلات بنتی ہیں جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں۔ آخر میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اے فاضلو! آپ کے مادر علمی کو جب بھی ضرورت پڑی ہے تو آپ نے قربانی دی ہیں اور مدرسہ کی ضرورت کو سمجھا ہے، میں یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ یہ روحانی سلسلہ ورشتہ اپنی مادر علمی سے وابستہ رکھیں گے، اوراس کی تمام ضروریات میں اپنی خدمات تا قیامت پیش فرمائیں گے۔ ع پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب

پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کو دعوت دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ دارالعلوم کی بنیاد اور اساس اخلاص ہی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم کو پوری دنیا میں عین دیوبند کی سی حیثیت حاصل ہے،اس کے بانی ومبانی کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ ایران سے ایک وفد آیا میری آنکھوں دیکھا حال ہے، انہوں نے کچھ پیسے مدرسہ کے لئے پیش کئے اور کچھ رقم اس تخصیص سے آپ کو پکڑا دی کہ حضرت! یہ صرف آپ کے لئے ہیں،آپ اپنی ذاتی خرچ میں لگا لیں، مگر آپ نے اسے بھی مدرسہ کے چندہ میں شامل

کیا۔آخر میں انہوں نے قائدمحترم مولانا سمیع الحق کواشارہ کرتے ہوئے بار بارمجمع سے یہ نعرے لگوائے کہ کل بھی حق زندہ تھا آج بھی حق زندہ ہے۔

پھرلاہور کے جناب شہباز عالم فاروقی صاحب نے یہ نظم پیش کی:

جامعہ حقانیہ ہمارا ہے دین کا گلشن پیا را ہے
بھینی بھینی خوشبو ہے روشن روشن تارا ہے

اس کے بعدحضرت مہتمم صاحب نے تمام طلباء سےقرآن وسنت پر پابندرہنے کا حلف وفاداری لیااوراس پر کاربندرہنے کی وصیت کی:

حلف نامہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لامتناہی ان گنت احسانات کاصمیم قلب سے شکرگزار ہیں کہ اس نے ہمیں اربوں بندوں میں قرآن پاک اوراحادیث نبویہؐ کی اشاعت وترویج کیلئے منتخب فرمایا: اور دارالعلوم حقانیہ کےجلیل القدرمشائخ کرام اور اجلہ اساتذہ،عظام سےعلمی انوار پر برکات سے استفادہ کی نعمتوں سےنوازا، پاکستان کی مایہ ناز اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ جواسلامی علوم ومعارف کاعظیم قلعہ ہے۔دعوت وارشاداور عزیمت و جہاد کا تمام عالم اسلام میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔اس عظیم یونیورسٹی کے اساتذہ اور مدرسین سلف صالحین کے مثالی نمائندے ہیں،ان عبقری شخصیات کےعلوم ومعارف کا خط وافرفراہم کیا ہے۔

ہم پورے وثوق واعتماد کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم دارالعلوم حقانیہ کے آغوش شفقت میں جن انعامات سے نوازے گئے ان کا حق تشکر ادا کرنے سے قاصر ہیں،ہم اپنے تمام اکابر اساتذہ اورشیوخ اور لاکھوں علماء کرام' اسلامی دانشوروں اور فرزندانِ توحید کے اس بے پناہ ہجوم میں اور اپنے اس عظیم مادرعلمی کی پرشکوہ' منورفضاؤں میں رب العالمین جل جلالہ کے ساتھ پختہ عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم اب اس عظیم امانت' وراثت نبویہؐ قرآن وحدیث کےعلوم ومعارف کی ترویج واشاعت میں اپنی حیاتِ مستعار کے لیل ونہارصرف کرینگے۔

ہمیں موجودہ تاریک،المناک ناگفتہ بہ حالات کا پوراپورا احساس ہے کہ آج کفروشرک کےعلمبردار اور یہودیت کے شیاطین،استعماری قوتوں کے طواغیت نے اسلامی اقدار وروایات اوران دینی جامعات ومعاھد اور مدارس ومراکز کواپنے جبر واستبداد سے نشانہ بنایا ہےاوران دینی نشرگاہوں کے مھتممین وارا کین اساتذہ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے دلوں کی گہرائیوں' اپنی جانوں کوسدذوالقرنین بنا کران یاجوجی یلغار کےمقابلوں میں ہم اپنے اسلاف کرام کےنقش قدم پران شاءاللہ قائم رہیں گے اور اپنی زندگی کو کتاب وسنت کی اشاعت اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے وقف کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مادرعلمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کوتاقیامت قرآن وحدیث کاعظیم قلعہ بنادے اورہمیں اپنے سالارِشریعت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کےنقش قدم پردین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اوراس راستہ پر چلائے جوحضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کےصحابہ وخلفائے راشدین نے بطورصراط مستقیم ہمارے لئے متعین فرمایا ہے۔آمین یاالہ العالمین۔

جناب سردار محمد یوسف صاحب، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور

اس کے بعد وفاقی مذہبی امور جناب سردار یوسف صاحب کوموقع دیا گیا،انہوں نے فرمایا:

بسم اللّٰہالرحمن الرحیم الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین أما بعد !

معزز حاضرین! میرے عزیز طالب علم ساتھیوں اور دوستو! السلام علیکم! میرے لئے جامعہ حقانیہ میں آنا کوئی نئی بات نہیں ہے، میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے،مولانا سمیع الحق صاحب کے حکم کے مطابق یہاں کئی دفعہ حاضر ہوتا رہا ہوں، جب پشاور میں ہوتا تھا تو اکثر وبیشتر آتے جاتے،ضرور حاضری دیتا رہتا تھا،لیکن جب میری ذمہ داریاں اسلام آباد تبدیل ہوئیں،تو بہت کم موقع ملتا رہا کئی دفعہ میرے بھائی مولانا حامد الحق مجھے دعوت دیتے رہے اور یاد بھی کراتے رہے لیکن مصروفیات کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا،دو تین دن پہلے مولانا سمیع الحق صاحب نے اسلام آباد میں مجھے دعوت دی اور حکم کیا کہ اس بار آپ نے ضرور آنا ہے،تو الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور مولانا صاحب کی دعا سے مجھے حاضری کا موقع ملا یہ میری خوش قسمتی ہے بلکہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ آج ہم ایک ایسی درسگاہ میں جو کہ برصغیر کی ایک مایہ ناز درسگاہ ہے اور جس شخصیت سے یہ منسوب ہے یعنی حضرت مولانا عبدالحقؒ اکھٹے ہوئے ہیں، دارالعلوم دیوبند کے بعد میرے خیال میں یہ دارالعلوم دیوبند ثانی ہے، کیونکہ اسی درسگاہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ علم سے منور ہوکر پوری دنیا میں دین اسلام کی خدمت کررہے ہیں،آج یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ ہزاروں کی تعداد میں علماء یہاں سے دورہ حدیث پڑھ کر اس قابل ہوئے ہیں کہ ان شاء اللہ دنیا بھر میں اسلام کی ترویج اور خدمت کے لئے وہ اپنی خدمات سرانجام دیں گے، میں سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب اور تمام اساتذہ کو بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس محنت ولگن سے اس ادارے کی خدمت کی اور اسے اس مقام تک پہنچایا کہ آج برصغیر کے مسلمانوں کو اس پر فخر ہے،صوبہ بھر میں اس کی ایک امتیازی حیثیت ہے اس حوالے سے بجاطور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ سے اسلام کی وہ شمعیں جلائی جارہی ہیں جو دنیا کو روشن کررہی ہیں۔اس لئے سب سے بڑی بات تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس علم سے نوازا ہے، جس کے ذریعے پوری انسانیت کی رہنمائی کی جاسکتی ہے اور مدارس اسلام کے قلعے ہیں، اسلام کو تحفظ انہی سے مل رہا ہے، ہمارا کام ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے، اسلئے آپ کو ایک بار پھر مبارکباد دیتا ہوں۔

اس کے بعد جناب مولانا محمد سعید ہاشمی حقانی صاحب نے مہاجرین افغانستان کو درپیش مسائل کے حوالے سے قرارداد پیش کی، پھر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی رہنما اور تحریک دفاع حرمین کے امیر علی محمد ابوتراب صاحب نے فضلاء حقانیہ کو مبارکباد دی پھر صوبہ خیبر پختونخوا صوبائی اسمبلی کے اسپیکر جناب اسد قیصر

صاحب نے اپنے زرین خیالات کا اظہار کرنے کے بعد مولانا عرفان الحق حقانی صاحب نے شعبہ موتمر المصنفین کے قلمی شاہکاروں اور نئے شائع شدہ مطبوعات شیخ الحدیث قدس سرہ کے خطبات ''دعوات حق'' کی چار جلدوں میں جدید ایڈیشن ، ''دارالعلوم حقانیہ او ر ردِ قادیانیت'' اور ''فتاویٰ حقانیہ'' کے جدید اضافہ شدہ ایڈیشن کا تعارف کرایا۔

حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے امت کو درپیش مذہبی مسائل کے حوالے سے یہ قرارداد پیش کی۔

(۱) ہم شام میں ہزاروں مسلمانوں کی ظالمانہ قتل عام کی بھرپور مذمت کرتے ہیں

(۲) شام میں فوری طور پر جنگ بندی کا اعلان کیا جائے اور مسئلے کا مذاکراتی حل نکالا جائے ۔

(۳) انسانی حقوق کی تنظیمیں اپنے دوغلے معیار کو ترک کرکے شام، فلسطین ،کشمیر اور افغانستان برما میں معصوم مسلمان بچوں اور عورتوں کے قتل عام کو روک دیں۔

(۴) حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ افغانستان کی آزادی کے لئے پاکستان نے تاریخی کردار ادا کیا ہے،افغانستان کے طالبان آزادی کی اس جدوجہد کو منزل تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ پاکستان اپنی سابقہ پالیسی پر کاربند رہ کر ان کے بارہ میں بیرونی دباؤ کو نظرانداز کرتے ہوئے طالبان سے اپنے اعتماد کے رشتوں کو مجروح نہ کرے۔

(۵) یہ اجتماع پاکستان کے بارہ میں غیر اسلامی اقدامات اور بیرونی ایجنڈا پر اسے لبرل اور سیکولر جمہوریہ بنانے کے ارادوں کی شدید مذمت کرتا ہے ، اور لاکھوں کا یہ مجمع عہد کرتا ہے کہ اس ملک کے اسلامی تشخص کو ہر حال میں برقرار رکھا جائے گا۔

(۶) یہ عظیم اجتماع دینی مدارس کے بارہ میں حکمرانوں کی اسلام دشمن پالیسیوں اور علماء وطلبا مدارس کے پکڑ دھکڑ کی شدید مذمت کرتا ہے ، مدارس امن وسلامتی کے گہوارے ہیں، مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

(۸) یہ اجتماع سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر اس کے لئے اقدامات اٹھائیں،

(۹) یہ اجتماع شریعت کورٹ کے چیف جسٹس کی سود کے بارے میں ریمارکس کی شدید مذمت کرتا ہے

(۱۰) یہ اجتماع عہد کرتا ہے کہ دفاع حرمین شریفین کے لئے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آخری درس حدیث کے لئے شیخ عبدالحقؒ کے قافلہ حق کے سرخیل امام اہل حق حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو دعوت دی گئی ،آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل بحث کی اور

فضلائے حقانیہ وعوام الناس کو مسلمان ہونے کے ناطے مختلف مسائل سے آگاہ کیا۔ درس حدیث ملاحظہ فرمائیں:

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب: آخری درس حدیث بخاری

بسم اللّٰہالرحمن الرحیم ،بعد الحمد والصلاۃ والتقدیم قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کلمتان حبیبتان الی الرحمن، خفیفتان فی للسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللّٰہوبحمدہ سبحان اللّٰہالعظیم

میرے قابل قدر مہمانان گرامی! مدرسہ کے اساتذہ کرام! وشیوخ الحدیث اور عزیز طلبہ!

میں تو ایک خادم ہوں اور اس قابل نہیں کہ یہ آخری حدیث میں پڑھاؤں لیکن شیوخ کا حکم ہے، اسلئے تقریباً تیس سال سے میں آخری حدیث پڑھا رہا ہوں، یہاں آئے ہوئے عوام وخواص سب حدیث سننے کیلئے آئے ہوئے ہیں،لہٰذا سب طلبا کے حکم میں آپ نے یہ جو سلوک اور راستہ طے کیا ہے علم ہی کیلئے ہے، اور حضورؐ کے ارشاد کے مصداق ہو:من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل اللّٰہله طريقا للجنة

آپ سب کا آنا انتہائی مبارک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو جنت کی طرف رہنمائی کی اور طلباء حدیث میں شمار کیا، وہ طلبا جن کے لئے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں، چرند پرند ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں، بہرحال اس ختم بخاری میں آپ کا شریک ہونا محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، کیونکہ بارہا تجربہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ختم بخاری پر دعائیں قبول فرماتا ہے، اور آفتوں ومصیبتوں کو دفع کرتا ہے۔

شیخ اثیرالدین فرماتے ہیں کہ میرے شیخ واستاد نے سینکڑوں مرتبہ اس کا تجربہ کیا ہے کہ جب ملکوں یا اقوام پر دنیا کے نوازل وحوادث چھاگئے، تو ختم بخاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے رفع کیا، آج کا جو ختم بخاری ہے، یہ ایک ختم نہیں بلکہ یہ ڈیڑھ ہزار ختم ہیں، (بقدر فضلاء) اور یہ سعادت پورے شرق وغرب میں صرف آپ کو حاصل ہے، ایک ایک حدیث کے لئے صحابہؓ نے بڑے لمبے لمبے سفر طے کئے، ابوایوب انصاریؓ آپؐ کے میزبان ہیں اور مدینہ میں دس سال تک آپؐ سے حدیث سنتے رہے، لیکن ایک حدیث جو اس نے نبی علیہ السلام سے نہیں سنی تھی، اس کیلئے مصر تک کا رختِ سفر باندھتا ہے، لق ودق صحراؤں میں اونٹنی پر بیٹھ کر مہینوں سفر کرتا ہے، قاہرہ اور مصر کے لوگ استقبال کیلئے کھڑے ہوئے ہیں کہ میزبان رسول آرہا ہے، اتنا لمبا سفر ایک حدیث واللّٰہفی عون العبد مادام العبد فی عون أخیہ، کے سند کی اتصال کیلئے کرتا ہے۔

امام بخاریؒ نے بخاری شریف کی ابتداء نیت اور اختتام وزن کے حدیث سے کردی، اس لئے کہ نیت کے ذریعے وزن پیدا ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ نے لاکھوں احادیث میں سے صرف نو ہزار احادیث کا انتخاب کیا، اور پھر ابتداء واختتام کے لئے مزید تخصیص کے ساتھ انتخاب کیا۔ حدیث لکھتے وقت غسل فرماتے

اور مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کرتے، اوراستخارہ فرماتے کہ یا اللہ اس حدیث کے لکھنے میں مجھے کامل رہنمائی عطا فرما۔ بہرحال آخرت میں نیت کا وزن ہوگا۔ جس طرح نیت اسی طرح اجر، کیونکہ إنما الأعمال بالنیات لہٰذا امام بخاری ثابت کرتا ہے کہ چاہے اعمال ہوں یا افعال ہوں، احساسات ہوں یا اقوال ہوں، سب کا وزن کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے لیکن دنیا پر ظاہر کردے گا کہ ان کے کیا کیا اعمال تھے

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (يسين:٦٥)

سورہ رحمٰن کی دو آیتوں میں وزن کا چار بار ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وزن کی کیا اہمیت ہے۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمن:٧-٩)

بہرکیف یہ دین اعتدال کا دین ہے اس میں افراط وتفریط معتبر نہیں، یہ عدل وانصاف کا دین ہے، جو ظلم و جبر، افراط وتفریط اور دہشت گردی کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ قیصر وکسریٰ کے تاج وتخت کو اور فراعنہ کے حکومت وسلطنت کو ملیامیٹ کرنے کیلئے آیا ہے، اسی طرح تعلیم کا حامی اور جہالت کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے، اب اہل اسلام کو دہشت گردی کہنا حماقت ہے، بلکہ دہشت گرد تو یہود ونصاریٰ ہیں، امریکہ اوراس کے حواری ہیں، ہم سراپا امن ہیں اور کفر کیلئے سراپا جہاد ہیں، لہٰذا افغانستان، کشمیر، فلسطین اور شام وغیرہ میں جو انسان نما درندے مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہیں، ان کا مقابلہ کریں گے اور تاقیامت کریں گے۔

آخر میں آپ نے بخاری شریف کے آخری حدیث کا ترجمہ مع مختص تشریح کے پیش کیا اور قافلہ حق کے نوجوانوں کو دعائیں دے دے کر الوداع کہا اور فرمایا کہ اے فضلائے کرام! آپ آج فارغ نہیں ہوئے بلکہ ذمہ دار بن گئے ہو اور آج سے ڈیوٹی پر مامور ہوگئے ہو۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پیرطریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی

پیرعزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اے فضلائے کرام! جامعہ حقانیہ آپ کی مادر علمی ہے، اسے بھلانا نہیں، اس کے حوائج وضروریات بھی آپ کے سامنے ہیں، جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر بھی ہورہی ہے، اور نیا دارالتدریس بھی بن رہا ہے، اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور اہل خیر کی توجہ اس طرف مبذول کرانا، یہ ادارہ مولانا عبدالحقؒ کا امت کو سپرد کردہ امانت ہے، اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے، اس کے بعد رقت آمیز دعا فرمائی اور مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

رضوان اللہ خان
معروف کالم نگار

کلبھوشن یادیو اور فکری غداروں کا ٹولہ

مارچ 2016 میں بلوچستان سے گرفتار ہونے والا بھارتی جاسوس کلبھوشن یادیو ایرانی سرزمین چاہ بہار کو پاکستان کے خلاف استعمال کرتا رہا۔ ثبوتوں کے پیشِ نظر کلبھوشن کے بنیادی ٹاسک میں بلوچستان سے لے کر کراچی تک دہشت گرد کارروائیاں، جاسوسی کے نیٹ ورکس کا قیام اور پاکستان مخالف ذہن کو ابھارنا شامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کلبھوشن کو فوجی عدالت کے تحت سزائے موت سنائی جا چکی ہے۔

کلبھوشن کے مقابلے میں کھڑا ہونے والا نیا معمہ کرنل زبیر حبیب کا ہے جنہیں دھوکے سے نیپال بلا کر اغوا کر لیا گیا۔ ایک نیا تاثر زور پکڑتا چلا جا رہا ہے کہ شاید کرنل زبیر حبیب کے بدلے میں کلبھوشن کو رہا کر دیا جائے لیکن یہاں چند باتیں حقیقت پسندی سے دیکھنا بہت اہم ہے۔ بنیادی طور پر اگر کرنل صاحب کے بدلے میں کلبھوشن کو چھوڑا جاتا ہے تو یہ نہایت ہی بھونڈی اور منافقانہ حرکت ہوگی کیونکہ دونوں کی گرفتاری اور کردار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قیدیوں کے تبادلے کے معاملے کا اگر جائزہ لیا جائے تو ہمیشہ یہ تبادلہ برابری کی سطح ہی پر کیا جاتا رہا ہے۔ جاسوس کے بدلے جاسوس، فوجی کے بدلے فوجی اور عام شہری کے بدلے عام شہری۔ معاملے کی نوعیت اس حوالے سے بھی ڈرامائی انداز میں مختلف ہے کہ کلبھوشن حاضر سروس جاسوس تھا جو کہ جعلی ایرانی پاسپورٹ کے ذریعے پاکستان میں داخل ہوا اور پاکستانی حدود میں گرفتار ہوا، جبکہ کرنل زبیر حبیب ریٹائرڈ آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ اوریجنل پاسپورٹ پر نیپال میں موجود تھے جہاں سے انہیں اغوا یا گرفتار کیا گیا۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ جہاں کلبھوشن ایک جاسوس ہے اور اسی بنا پر سزا کا اعلان ہوا، وہیں فکری غداروں کو بھی کوئی مہلت نہ دی جائے۔ یہ فکری غدار وہ خارشی ٹولہ ہے جنہیں ہمیشہ ہی بھارتی جاسوسوں اور دہشت گردوں کے لیے سافٹ کارنر دکھاتی تحریروں اور بیانات میں جانچا جا سکتا ہے۔ بلاول بھٹو سمیت وہ نام نہاد دانشور جو ہر دہشت گردی کے پیچھے مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرتے چلے آئے ہیں، اس بار بھی

کلبھوشن کی پھانسی کے اعلان پر جلتے توے پر بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ماضی کی طرح اب بھی اندر کھاتے بھارتی جاسوس کی سزا معافی اور آزادی کی سازشیں جاری ہیں۔ ایسے دہشت گردوں میں سے ایک 1974 میں کشمیرا سنگھ بھی تھا جسے اسلام آباد کے پشاور روڈ بم دھماکے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ الزامات ثابت ہونے کے بعد انکشاف ہوا کہ کشمیرا سنگھ ابراہیم کے نام سے دہشت گرد کارروائیوں میں ملوث رہا۔ گرفتاری کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے کا جھوٹا اعلان بھی کیا، 2008 میں پرویز مشرف نے پاکستان اور پاکستانی عوام کے اس مجرم کو صدارتی معافی کے ذریعے رہا کر دیا۔ کشمیرا سنگھ نے رہا ہونے اور بھارتی سرزمین پر قدم رکھتے ہی دھماکوں کا اعتراف کیا اور یہ اعلان بھی کر دیا کہ اسلام قبول کرنا محض جان بچانے کا ایک حربہ تھا۔

بات کشمیرا سنگھ کی ہو یا کلبھوشن کی، ریمنڈ ڈیوس کی ہو یا شکیل آفریدی کی، ہمیں معاشرے میں پھیلے قلم فروشوں، فکری غداروں، نظریاتی جاسوسوں اور علمی دہشت گردوں کے حوالے سے بھی محتاط رہنا ہوگا۔ یہی وہ ٹولہ ہے جو ہر دہشت گرد کارروائی کا تعلق اسلام اور جہاد سے جوڑنے کی کوشش میں مگن نظر آتا ہے اور ہماری عوام آسانی سے ان کی اس فکری دہشتگردی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس خارش زدہ ٹولے کا کام دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کو لفظوں کی ہیرا پھیری سے معمولی ثابت کرنا جبکہ اسلام دشمن طاقتوں کو سہارا دینا ہی رہا ہے۔

کلبھوشن یادیو کے حوالے سے عوامی رائے کو دیکھا جائے تو اس مخصوص اقلیتی احساسِ کمتری کے شکار اور فکری غلامی میں مبتلا گروہ کے سوا ہر ایک اس اس بھارتی دہشت گرد کی پھانسی کے انتظار میں ہے۔ اسی لیے ایک بات تو واضح ہے کہ فوجی عدالتوں نے جہاں گذشتہ عرصہ میں پھانسی کی سزا سنانے کے بعد، سزا دینے میں تاخیر نہیں کی، وہیں اس معاملے میں دیر کرنا اسی جانب اشارہ ہوگا کہ ڈوریں ہلانے والی قوتیں اپنا آرڈر دے چکی ہیں۔

ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کے کمپاؤنڈ پر حملے اور ان کی شہادت میں ملوث جاسوس شکیل آفریدی کے ذکر کے بعد ملک میں جاری اسی قسم کی ایک اور تشویشناک صورتحال سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ عوام کو یاد ہوگا کہ شکیل آفریدی نے جاسوسی کا یہ کام ویکسی نیشن مہم کی آڑ میں سرانجام دیا۔ جس کا اندازہ حسین حقانی کے واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والے مضمون سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جس میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ اسامہ بن لادن کی تلاش میں سی آئی اے کے ایجنٹس کو بنا تحقیق بیشمار ویزے جاری کیے گئے تھے، اور یہ کارنامہ جناب آصف زرداری کی حکومت میں سرانجام دیا گیا۔ یہ بات دہرانے کا

مقصد بینظیر انکم سپورٹ پرگرام کے تحت کروائے جانے والے سروے سے متعلق موجود تحفظات سے پردہ فاش کرنا ہے۔ نواز شریف حکومت کا کردار یہاں بھی نہایت غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس سروے میں سی آئی اے کے ایجنٹس، پرائیویٹ ادارے کے روپ میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے موجود ہیں۔ یہ سروے سی پیک روٹ پر واقع اضلاع میں کیا جارہا ہے۔ جہاں غریبوں کی مدد کے لیے ان کا ڈیٹا اکٹھا کرنے کے علاوہ پریشان کن معمہ یہ ہے کہ گھروں کی دیواروں کی ساخت تک کو جانچا جارہا ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ سی پیک روٹ جو کہ دہشت گردی کے ''ٹرائی اینگل'' یعنی امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی آنکھوں کا کانٹا ہے، اس سے منسلک اضلاع میں اس طرز کا ڈیٹا اکٹھا کرنا، غیر ملکی ڈونرز کی فنڈنگ، سی آئی اے ایجنٹس کی پشت پناہی اور امریکہ کی جانب سے بھارت کو جدید طرز کے ڈرون طیارے فراہم کرنا کسی نئی قسم کی تخریب کاری کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوسکتے ہیں، کیا یہی سارا کام خود سرکاری اداروں کی سرپرستی میں نہیں کروایا جاسکتا؟ اور کیا ہمارے ادارے ان فکری دہشت گردوں کے خلاف بھی کوئی ایکشن لیں گے جو پاکستان کے خلاف ہر محاذ پر رال ٹپکاتے نظر آتے ہیں جبکہ پاکستان دشمن عناصر کی محبت میں بچھے چلے جاتے ہیں۔ (بشکریہ دلیل ڈاٹ کام)

خوشخبری

ارباب مدارس، شائقین کتاب اور اہل علم کیلئے ایک اعلیٰ علمی و اصلاحی شاہکار
مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیرنگرانی
محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے ارشادات وافادات، خطبات ومواعظ کا گلدستہ

دعوات حق

۴ ضخیم جلدوں میں منظر عام پر

اضافہ شدہ ایڈیشن
جدید طباعت جدید ترتیب
اور اعلیٰ کمپوزنگ کے ساتھ

قیمت: ۸۰۰ روپے

(زیر سرپرستی)
شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

............امتیازی خصوصیات............

- ☆ نئی ترتیب وتدوین
- ☆ جامع، مختصر اور پرمغز عنوانات
- ☆ اصل نسخے کے ساتھ موازنہ وتصحیح
- ☆ کتاب میں موجودہ آیات واحادیث کے مستند حوالے وتخریج
- ☆ معیاری وخوبصورت کتابت وکمپوزنگ، بہترین سٹنگ
- ☆ سفید معیاری کاغذ اور مضبوط جلد بندی

اعلیٰ طباعت کے ساتھ موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ سے بارعایت دستیاب ہے

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف

مورخہ ۱۳۔اپریل ۲۰۱۷ء بروز جمعرات کو دارالعلوم حقانیہ میں ۷۰ ویں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا انعقاد ہوا۔حسب روایت اس سال بھی اس مبارک تقریب میں ہزاروں افراد نے شدید گرمی کے باوجود شرکت کی۔اس موقع پر تقریباً ڈیڑھ ہزار فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔دوپہر دو بجے باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے تیار رہنے کی تلقین کی۔دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور خطاب فرمایا۔اس مبارک تقریب میں ملک کے اہم علماء کرام اور مشائخ عظام ، قدیم حقانی فضلاؤں نے بھی شرکت فرمائی۔جلسہ دستار بندی میں وفاقی وزیر برائے مذہبی امور وحج جناب سردار یوسف صاحب ،صوبہ کے پی کے اسمبلی کے اسپیکر جناب اسد قیصر صاحب ،مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی رہنما مولانا علی محمد ابوتراب ،حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب ،جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب ،حضرت مولانا عبدالحلیم دیربابا جی ،حضرت مولانا محمد ادریس صاحب ،حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب ،مولانا گل رئیس نقشبندی صاحب ، شیخ الحدیث مولانا اصلاح الدین صاحب ، مولانا محمد سعید الہاشمی ، اور دیگر اساتذہ دارالعلوم حقانیہ بھی شامل تھے۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات

مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۷ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔بحمدللہ امتحانات بخیروخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف کے بعد ۲۲/اپریل ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ وفاق المدارس کے زیر انتظام امتحانات ہوئے اور ۶ دن جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئے اور دارالعلوم میں سالانہ ڈھائی ماہ کی تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کانفرنس میں شرکت

۱۹؍مارچ کو رابطہ العالم الاسلامی کے زیراہتمام مکہ مکرمہ میں انٹرنیشنل سہ روزہ کانفرنس میں حضرت مہتمم صاحب نے شرکت فرمائی، اس موقع پر آپ نے سارے عالم اسلام کے چوٹی کے علماء ومشائخ سے ملاقاتیں بھی کیں اور خصوصاً حرمین الشریفین کے ائمہ اور دیگر اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز شخصیات سے تبادلہ خیال بھی کیا۔ راقم اور مولانا سید احمد شاہ صاحب بھی سفر میں ہمراہ تھے، الحمدللہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری بھی نصیب ہوئی۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۲۵ مارچ کو حضرت مولانا احمد لدھیانوی، سربراہ اہل سنت والجماعۃ دارالعلوم تشریف لائے، اور حضرت مہتمم صاحب کی غیر موجودگی میں دیگر اساتذہ و منتظمین سے ملاقات کی۔

۲۶ مارچ کو جمعیت کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی اور مولانا عبدالخالق صاحب جامعہ تشریف لائے اور ملک کے سیاسی صورتحال پر مولانا یوسف شاہ صاحب سے تبادلہ خیال کیا۔

۲۶ مارچ کو حضرت مہتمم صاحب اور مولانا سید احمد شاہ صاحب کی عمرہ سے بخیر وعافیت وطن واپسی ہوئی۔

۲۷ مارچ کو جامعہ اسلامیہ اضاخیل بالا کے سالانہ جلسہ میں مہتمم صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

۲۔اپریل کونستہ چارسدہ میں مفتی محمد مسلم صاحب کی دعوت پر جامعہ روضۃ الاسلام کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں شرکت کی اور ختم بخاری شریف فرمائی۔

۲۔۳۔اپریل: بنوں میں مولانا نسیم علی شاہ، مہتمم جامعہ المرکز الاسلامی کی دعوت پر سالانہ جلسہ دستار بندی اور تقریب ختم بخاری شریف کے لئے تشریف لے گئے، اس کے بعد گردونواح میں مختلف مدارس کا دورہ اور خطاب فرمایا، واپسی پر کرک میں دارارقم چنڈہ خرم کرک کے دیگر مدارس کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

۴۔اپریل کو جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری جناب لیاقت بلوچ صاحب، میاں محمد اسلم صاحب، جماعت اسلامی کے صوبائی وزراء وفد سمیت دارالعلوم تشریف لائے اور مولانا مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔

جامعہ الرشید کراچی کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کی دارالعلوم آمد

۷۔اپریل کو جامعہ الرشید کراچی کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد صاحب رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید، جناب ملاخیل صاحب ایڈیٹر روزنامہ 'اسلام' اسلام آباد کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملکی وبین الاقوامی حالات پر سیر حاصل گفتگو کی۔

۸۔اپریل کو حضرت مولانا مدظلہ سعودی سفیر کی دعوت پر اسلام آباد تشریف لے گئے اور امام کعبہ شیخ صالح بن ابراہیم سمیت سعودی عرب کے دیگر اہم وفود سے ملاقات کی، راقم بھی مولانا مدظلہ کے ہمراہ تھا۔

ایرانی اہل سنت علماء کرام کے وفد کی آمد اور قیام

۱۰۔اپریل کو ایرانی اہل سنت علماء کرام کا ایک وفد مولانا حافظ عبدالغنی بدری ناظم جامعہ دارالعلوم مکی زاہدان بلوچستان کی سرکردگی میں تشریف لایا، وفد کے دیگر اراکین میں مولانا حافظ احمد گوہر کوہی رئیس الجامعہ مفتاح العلوم گوہر کوہ خاش، شیخ القرآن مولانا محمد عثمان رئیس الجامعۃ مدینۃ العلوم خاش، مفتی عبدالصمد رئیس الجامعہ تعلیم القرآن سیتان، شیخ الاسلام مولانا عبدالمجید کے فرزند مولانا محمد الیاس، مدرس مکی مسجد زاہدان، حافظ عبدالعزیز مدرس دارالعلوم زاہدان شامل تھے۔ وفد کو برادرم مولانا حافظ عرفان الحق حقانی منتظم و مدرس حقانیہ نے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ کروایا، معزز اضیاف راقم اور برادرم مدیر مسؤل مولانا راشد الحق سمیع کے ہاں قیام پذیر ہوئے، بعد از نماز عشاء مہتمم صاحب حضرت مولانا سمیع الحق کے بخاری شریف کے آخری درس مغازی میں بھی شریک ہوئے، طلباء کی خواہش پر مفتی عبدالصمد صاحب اور مولانا عثمان صاحب نے اجازت حدیث اور دعائیہ کلمات سے دورہ حدیث کے طلبا کو نوازا۔

۱۱۔ اپریل کو دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس حضرت مہتمم صاحب کی زیرصدارت اسلام آباد میں منعقد ہوا۔جس میں کونسل سمیت تمام اہم مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی۔اجلاس کے بعد میڈیا بریفنگ بھی دی گئی۔

۱۵۔اپریل کو حضرت مہتمم صاحب نے مولانا ارشد علی قریشی صاحب کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ نمک منڈی کے جلسہ تقسیم اسناد میں بطور مہمان خصوصی شرکت و خطاب فرمایا۔اسی دن سر بند باڑہ میں مدرسہ تقویت الایمان کے جلسہ دستار بندی میں خطاب فرمایا پھر بعد از ظہر پشاور کے موضع شیخ آباد گاڑیان کالونی کے مدرسہ حفظ القرآن میں جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت اور خطاب فرمایا۔

۱۶؍اپریل بروز اتوار کو مدرسہ خیر المدارس مردان کے سالانہ اختتامی تقریب میں ختم بخاری شریف میں شرکت فرمائی۔

۲۰۔اپریل کو موضع ٹھنڈ کوئی میں مدرسہ رشیدیہ کے سالانہ اختتامی تقریب میں ختم بخاری شریف میں شرکت فرمائی، اسی دن شام کو مدرسہ انوار القرآن راولپنڈی کے جلسہ میں شرکت اور خطاب فرمایا۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۳۸۔۱۴۳۷ء بمطابق ۱۷۔۲۰۱۶ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	منگل	۱۰رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۴رجولائی ۲۰۱۷ء
جدید دورہ حدیث شریف	بدھ	۱۱رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۵رجولائی ۲۰۱۷ء
جدید دورہ حدیث شریف	جمعرات	۱۲رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۶رجولائی ۲۰۱۷ء
اعدادیہ، متوسطہ، اولیٰ، ثانیہ، دورہ حدیث شریف	ہفتہ	۱۴رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۸رجولائی ۲۰۱۷ء
ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث	اتوار	۱۵رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۹رجولائی ۲۰۱۷ء
تکمیل، سادسہ	پیر	۱۶رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۰رجولائی ۲۰۱۷ء
موقوف علیہ	منگل	۱۷رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۱رجولائی ۲۰۱۷ء
افتتاح	بدھ	۱۸رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۲رجولائی ۲۰۱۷ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان بمطابق ۱۰۔جون سے ۱۴رشوال بمطابق ۸۔جولائی ۲۰۱۷ تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۴۔۱۵ شوال بمطابق ۸۔۹ جولائی بروز ہفتہ و اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۶ شوال بمطابق ۱۰۔ جولائی بروز پیر تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۶۔شوال بمطابق ۱۰۔ جولائی بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ:۱ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

نوٹ:۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔

نوٹ:۳ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں

نوٹ:۴ امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا

نوٹ:۵ ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹوسٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔

نوٹ:۶ تمام قدیم طباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں۔

نوٹ:۷ جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

نوٹ:۸ قدیم طلباء کے لئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے،مقرر تاریخ کے بعد کسی بھی طالب علم کو داخلہ نہیں ملے گا۔

غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاءاللہ ۱۸رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۲رجولائی ۲۰۱۷ء بروز بدھ ہوگا

ادارہ

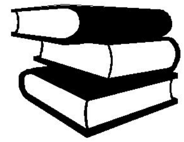

تعارف وتبصرہ کتب

القاسم اکیڈمی کی مطبوعات

استادمکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی ، جامعہ ابوہریرہ اورالقاسم اکیڈمی یہ تینوں کسی تعارف کےمحتاج نہیں اور یہ تینوں لازم وملزوم ہے،القاسم اکیڈمی عرصہ دراز سے ملکی سطح پر علمی ،تحقیقی اور تصنیفی خدمات انجام دے رہے ہیں، ہر ماہ کسی نہ کسی کتاب کوزیور طباعت سے آراستہ کر کے قارئین کومحظوظ فرما رہے ہیں، القاسم اکیڈمی کی مطبوعات کی تعداد دوسو کے قریب ہوں گی۔استادمکرم کی مساعی جمیلہ سے القاسم اکیڈمی روبہ ترقی ہے، اس ادارے کی ہرکاوش پہلے سے کافی بہتر ثابت ہوئی ،ذیل میں اس عظیم ادارے کے چند کتب کامختصر تعارف وتبصرہ پیش خدمت ہے۔

- **تذکرہ وسوانح حضرت مولانا خان محمد** تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی ضخامت: 256 صفحات

مولاناعبدالقیوم حقانی نے پیرطریقت ،رہبرشریعت مولانا خان محمد صاحبؒ کی پیدائش سے لیکر سفرِ آخرت تک کے حالات نہایت عام فہم اورسلیس زبان میں پیش کی ہے۔یقیناً اس موضوع پر یہ ایک بہترین کاوش اورقیمتی سوغات ہے۔

- **مولانا حسین احمد مدنیؒ سوانح وافکار** تالیف: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ضخامت: 360

مولانا شجاع آبادی نے مولانا حسین احمد مدنیؒ کے حالاتِ زندگی تاسفرآخرت کواس مختصر کتاب میں سمیٹنے کی کوشش فرمائی ہے،تحریر میں جاذبیت کوٹ کوٹ بھری ہے۔

- **حسن انتخاب** تالیف: مولانا عمادالدین محمود ضخامت: 183 صفحات

زیرتبصرہ کتاب دلچسپ واقعات، اقوال زرین ،حکمت ودانائی کی باتوں کا ایک مفیدعلمی ادبی اور تاریخی تحفہ ہے، جس میں صحابہ کرام ،اولیاءعظام ،علماءحق کے وہ واقعات شامل کئے گئے ہیں جس سے قارئین استفادہ کر کے اپنے مستقبل سنوار سکتے ہیں،اوران میں بزرگوں کی نقش قدم پر چلنے کا عزم پیدا کردیتی ہے، اور کمزوریوں کااحساس اورعمل صالح کاشوق اجاگر کرتاہے،مولانا عمادالدین محمود کی یہ کاوش بہت نافع ہے۔

- **اعتراف ذنوب** تالیف: مولانا شاہ وصی اللہ صاحب ضخامت: 384 صفحات

مصلح امت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے افادات کا مجموعہ جس میں انہوں نے توبہ واستغفار اوراپنے گناہوں کا اعتراف کے موضوع پر خامہ فرسائی فرمائی ہے، مصلح امت کے یہ مضامین عالیہ پڑھ کر انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اسکے آخر میں مولانا قمر الزمان الہ آبادی کا وقیع اضافہ بنام ''اعتراف قصور'' بھی شامل ہے، جس میں اکابر کے واقعات وحالات کو جمع کر کے موضوع کو خوب اجاگر کیا ہے۔

● الفقه فی السند (فقہائے سندھ اورانکی فقہی خدمات) تالیف: مولانا اللہ بخش آیاز ملکانوی: ضخامت: 314

اپنے موضوع پر ایک شاندار کاوش جو دراصل مولانا ملکانوی کے تخصص فی الحدیث کا مقالہ تھا جو مولانا بنوریؒ کے زیر نگرانی لکھی تھی، اب اس کی اشاعت کی سعادت القاسم اکیڈمی کو حاصل ہوئی، موصوف کی یہ کتاب فقہائے سندھ کے تعارف پر ایک عظیم الشان سرمایہ ہے اور تاریخی شہ پارہ ہے۔

● سفرنامہ دہلی تالیف: مولانا شفیق احمد سلیم ملکانوی ضخامت: 136 صفحات

استاد محترم مولانا شفیق احمد سلیم ملکانوی زید مجدہم نے فروری ۲۰۱۳ء کو دہلی کا سفر کیا، وہاں گھومے پھرے اپنے مشاہدات قلمبند کرتے رہے پھر ماہنامہ القاسم میں چھپتے رہے اب کتابی صورت میں شائع ہوگئی، اس سفر نامہ کو نہایت محنت اور عرق ریزی سے معتبر اور وقیع معلومات سے مرصع کر کے قارئین کے لئے دلچسپی اور افادیت کا سامان فراہم کیا۔ اسلوب تحریر میں حلاوت اور مواد میں تازگی کوٹ کوٹ بھری ہے، جو بھی پڑھے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

● قرض کے فضائل، مسائل، اوراحکام تالیف: منور حسین سواتی ضخامت: 168 صفحات

قرض کے فضائل ومسائل اوراحکام پر مؤلف موصوف نے فقہ کے علمی خزانوں سے بکھرے ہوئے موتیوں کو تلاش کر کے سلک تحریر میں پرویا، یہ اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے۔

● دررفرائد ترجمہ وشرح جمع الفوائد مترجم: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ضخامت: 288 صفحات

حدیث کی کتاب جمع الفوائد کا سلیس ترجمہ اور نافع تشریح ہے، ترجمہ کی سعادت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کو حاصل ہوئی، جمع الفوائد علامہ محمد بن محمد سلیمان کی کتاب ہے، جو احادیث نبویہ پر مشتمل ہے، اس کتاب کے چھ ابواب کا انتخاب کر کے اس کی اشاعت کی سعادت القاسم اکیڈمی نے حاصل کی، جس میں فتنوں کا بیان، قرب قیامت کے علامات، وقوع قیامت کی پیشن گوئیاں، وقوع قیامت کے شرائط، ظہور امام مہدی جیسے مباحث وموضوعات وغیرہ شامل ہے۔

● کعبہ میرے آگے تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی ضخامت: 412 صفحات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کے علمی خدمات کا ہرایک معترف ہیں، مختلف موضوعات پر انکی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور تصنیف تالیف میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں آپ کے

ہر تصنیف اہل ذوق کے لئے سرمایہ افتخار ہوتا ہے، ان کی سحر انگیز قلم سے ۱۹۸۵ء سے تاہنوز مسلسل اسفار حج وعمرہ کے ایمان افروز سفرنامے، دلچسپ مناظر، حیرت انگیز مشاہدات اور تاریخی افادات زیر تبصرہ کتاب ''کعبہ میرے آگے'' میں شامل ہے، جس میں انہوں نے اپنے پاکیزہ جذبات، عشق نبوی کے کیفیات، شستہ اسلوب میں پیش کیا، جنہیں پڑھ کر دل و دماغ انبساط وسرور سے معمور ہو جاتے ہیں، مولانا جان محمد جان نے اس اہم کتاب کو ترتیب دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، قارئین کیلئے سوغات سے کم نہیں۔

- **علمی اور مطالعاتی زندگی** تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی ضخامت: 386 صفحات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی (مدیر الحق) کے سوال نامے کے جواب میں، نابغہ روزگار، عبقری علماء، دانشوروں، اور عمائدین کے جوابات کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ العالی (مدیر القاسم) نے اعلیٰ سلیقے سے ترتیب دیکر ایک حسین گلدستہ کو منظر عام پر لایا اب تک اس کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آ کر اہل علم سے داد تحسین وصول پا چکے ہیں، یہ اس کا چھٹا ایڈیشن ہے، یہ کتاب اہل علم کیلئے یہ قیمتی سوغات اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے، امید ہے کہ اگلا ایڈیشن بہترین کمپوزنگ اور اعلیٰ ترتیب کے ساتھ نمودار ہوگا ان شاء اللہ۔

- **ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال** تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی ضخامت: 205 صفحات

علامہ عبدالکریم سمعانی کی کتاب الانساب کے نادر موضوعات کا خلاصہ اور نچوڑ عصر حاضر کے اسلوب تحریر کے عین مطابق پیش کیا، اردو دان طبقہ کیلئے ایک لازوال تحفہ ہے، اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد کتاب اور شاہکار تصنیف ہے، جسے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے دلکش انداز شستہ اسلوب تحریر میں پیش فرمایا ہے۔ اس بہترین کتاب کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آ چکی ہے، زیر تبصرہ کتاب اس کے چھٹے ایڈیشن کا نمونہ ہے، امید ہے کہ آئندہ یہ کتاب بہترین کمپوزنگ، اعلی ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آئیگا۔

- **ماثر ومکاتیب مولانا عبدالمعبود:** تالیف: حافظ محمد طیب حقانی ضخامت: 360 صفحات

بزرگ عالم دین ومؤرخ مولانا عبدالمعبود صاحب کے علمی، تاریخی، تحقیقی، وادبی، نقد وجرح کے نادر مباحث وموضوعات پر ایک قیمتی تحفہ جسے ترتیب دینے کی سعادت مولانا عبدالقیوم حقانی کے فرزند ارجمند مولانا طیب حقانی نے حاصل کی ہے، اہل علم کیلئے مطالعہ کی چیز ہے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

& & &

- **''سوانح قطب عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائپوری''**

مؤلف: مولانا مفتی عبدالخالق آزاد ناشر: ادارہ رحیمیہ مطبوعات لاہور

خانقاہ رائے پور برصغیر پاک وہند کی مذہبی، اصلاحی اور سیاسی خدمات کی وجہ سے ہمیشہ اہل علم

وصلحاء کا مرکز رہا۔اس خانقاہ کے بانی مبانی شخصیت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ تھے جو کہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپوراورتحریک ریشمی رومال کے سرپرست اعلیٰ تھے، جبکہ حضرت میاں عبدالرحیم سہارنپوریؒ ، سیدالطائفہ حضرت مولانا امداداللہ مہاجرمکیؒ ، اورحضرت مولانا رشیداحمد گنگوہی سمیت تینوں بزرگوں سے مجاز بیعت تھے۔

واحد اس خانقاہ کو برصغیر میں انفرادیت حاصل تھی، کہ جس میں سالکین کی روحانی اوراخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ سیاسی اورفکری تربیت کا بھی خوب اہتمام تھا، اگرایک طرف ذکر الٰہی کی صدائیں گونجتی تھی ، تودوسری طرف بیرونی دشمن کی یلغار پرمنظم منصوبہ بندی کی حکمت عملی بھی تشکیل پاتی تھی، خانقاہ میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کا سیاسی وانقلابی ہفت روزہ اخبار الہلال پڑھاجاتا تھا۔

زیرتبصرہ کتاب ''سوانح قطب العالم'' حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہ کی مکمل، مفصل اورجامع حالات زندگی پرمشتمل ہے، کتاب دس ابواب پرمشتمل ہے، پہلا باب علوم شریعت کے بحرذخار، تیسراباب تزکیۂ نفوس میں رشد وہدایت کے تاجدار، چوتھاباب قومی آزادی کی جدوجہد میں سیاسی کردار، چھٹا اورساتواں باب مکتوبات ، خطبات ومقالات، اٹھواں باب خلفاء وجانشین اورمسند نشین ثانی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حالات ، پھراس کے بعد رائپوری ثالث رحمہ اللہ ،اورر ابع رحمہ اللہ کے احوال ، نواں باب منظوم خراج عقیدت اورتاریخ ہائے وفات ، باب دہم شجرات سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور پرمشتمل ہے، جبکہ آخر میں اشاریہ مقابر ومزارات اولیاء کرام کیساتھ تعارف شخصیات کاایک دلچسپ اورمعلوماتی ضمیمہ ہے۔یہ کتاب حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ سرپرست اعلیٰ مظاہر العلوم سہارنپوراورحضرت مولانامفتی افتخارحسین کاندھلوی سمیت دیگراہم شخصیات کے تقاریظ سے مزین ہے۔

عصر حاضر کے مادہ پرست تہذیب میں رائے پورجیسی خانقاہوں کی بہت ضرورت ہے ، جو سالکین کی روحانی اوراخلاقی تربیت کیساتھ ساتھ فکری اورسیاسی تربیت بھی کرسکیں۔زیرنظر کتاب اس قابل ہے کہ تمام خانقاہوں میں اس کو پڑھا اورسمجھا جائے اس ضخیم اورمفصل کتاب پراسکے مصنف حضرت مولانا عبدالخالق آزاد قابل صدتحسین وتبریک ہیں۔اعلیٰ طباعت، خوشنما کتاب اورخوبصورت جلد میں مجلد یہ کتاب رحیمیہ کےمطبوعات A / 33 کوینز روڈلاہور042-36307714 سے بارعایت دستیاب ہے (مبصر:ابن مدنی)

● **مذاہب اربعہ میں توہین رسالت اورتوہین صحابہؓ کاتحقیق جائزہ**

ترجمہ وتدوین: مولانامفتی ثناءاللہ ملنے کا پتہ: مرکز البحوث الاسلامیہ مردان

توہین رسالت کا مسئلہ انتہائی حساس اورنازک ہے، پاکستان میں اس پرمسلسل تبصرے اورتجزیے

جاری ہیں،افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی قانون اور فقہ سے نابلد نام نہاد لبرل بغیر کسی تحقیق کے مسلسل پروپیگنڈے کا شکار ہیں، زیر نظر کتاب عظیم فقیہ علامہ ابن عابدین شامیؒ کے ایک تحقیقی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے، جسے مفتی ثناء اللہ صاحب متخصص دارالعلوم حقانیہ، رئیس دارالافتاء دارالعلوم الرحمانیہ مردان نے انتہائی عرقریزی اور ژرف بینی سے ترجمہ کیا ہے۔جس میں گستاخ رسولؐ کی سزا کے بارہ میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کا تفصیلی بیان ،توہین اہل بیت اور توہین صحابہؓ کے بارہ میں متقدمین ومتاخرین فقہائے احناف کی آراء کا تفصیلی جائزہ عصر حاضر میں ملکی اور بین الاقوامی قوانین سمیت اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں گستاخ رسول کی سزا سمیت انتہائی اہم عنوانات شامل ہیں۔علماء ،محققین اور لکھاریوں کیلئے یہ کتاب انتہائی مفید ہے تاکہ وہ اس اہم مسئلہ کو جذبات کی بجائے دلیل کی طاقت سے دنیا کو سمجھائیں(مبصر: مولانا اسرار مدنی)

- **رب کے احسانات** تالیف: مولانا گل رئیس نقشبندی

ناشر: مکتبہ عمر فاروق،قصہ خوانی پشاور ضخامت:۹۰صفحات

زیر تبصرہ کتاب ''رب کے احسانات''سلسلہ نقشبندیہ کے روحانی بزرگ اور دارالعلوم حقانیہ کے فاضل حضرت مولانا گل رئیس خان نقشبندی صاحب،خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی تصنیف لطیف ہے، جس میں انہوں نے اللہ رب العزت کے بندوں پر انفرادی و اجتماعی احسانات و انعامات کو انتہائی دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ مجموعہ دراصل ان کے اصلاحی بیانات و مواعظ کا مجموعہ ہے جسے اسکے فرزند رشید صاحبزادہ عبداللہ نقشبندی نے معمولی حک و اضافے کے ساتھ شائع کیا ہے۔کتاب مختصر مگر نافع ہے۔معاشرے کے تمام افراد کیلئے یکساں مفید ہے، لیجئے اور عشق الٰہی کا حظ وافر حاصل کیجئے۔(مبصر:ابن مدنی)

- **فقہ العقائد** مؤلف: مولانا حبیب الرسول عثمانی

ضخامت:۲۷۴صفحات ناشر: جامعہ خالد بن ولید اچینی پایان پشاور

دین اسلام میں اعتقادات اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، یہاں تک کہ تمام اعمال کے قبول ورد کا دارمدار انہی عقائد پر ہے اگر خدانخواستہ اس میں بگاڑ پیدا ہوجائے تو اسکا انتہا انسان کی گمراہی پر منتج ہوتی ہے،اس لئے صحیح عقیدہ ہرانسان کیلئے سب سے مقدم اور نہایت لازمی چیز ہے، تاہم اس اہم اور بنیادی چیز کا فہم بھی انسان کی اہم ضرورت ہے،اسی ضرورت کے تحت بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں،اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی مولانا حبیب الرسول عثمانی کی کتاب ''فقہ العقائد'' بھی ہے ۔زیر تبصرہ کتاب میں موصوف نے نہایت دلنشین اور سہل انداز میں اس موضوع پر طبع آزمائی کرکے علم العقائد کے تمام مباحث کو قرآن وحدیث کے علاوہ دیگر معتبر کلامی اور فقہی کتابوں کی روشنی میں نہایت تفصیل سے واضح کیا ہے،امید ہے کہ یہ کتاب تمام مکاتب فکر کیلئے یکساں مفید ثابت ہوگی،اس سے عوام الناس بھی آسانی سے مستفید ہوسکتے ہیں،اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے(مبصر:مفتی بہادر خان حقانی)